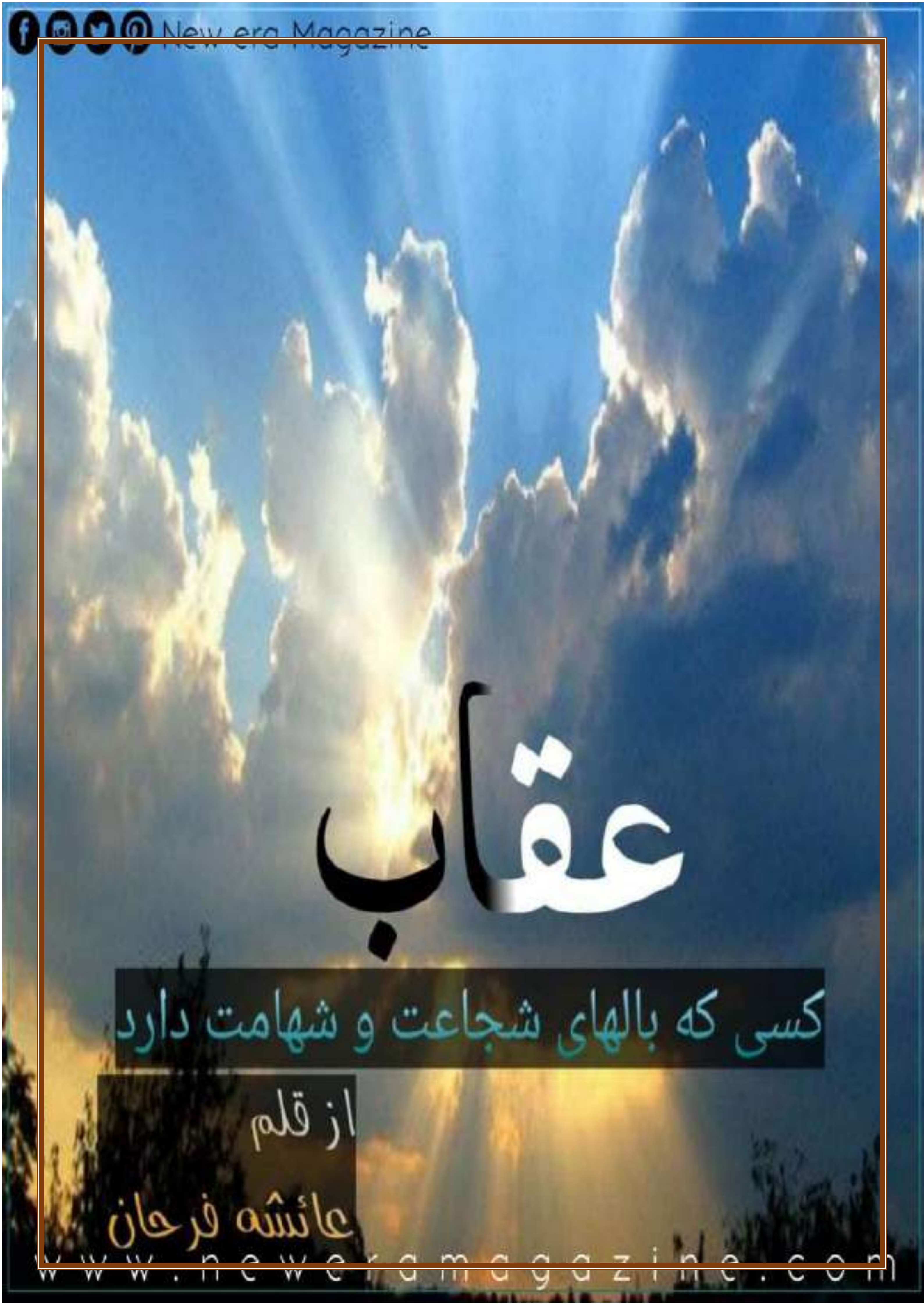
New era Magazine
عقاب
کسی که بالهای شجاعت و شهامت دارد
از قلم
عائشه فرحان
www.neweramaggazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عقاب

از عائشہ فرحان

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

زمل نے تیوری چڑھا کر اس انجان شخص کو دیکھا۔ ''یہ کیا بیہودگی ہے؟ دماغ جگہ پر ہے تمہارا؟'' اسکے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کر ڈالے۔

دور کھڑے وہ گروہ کی صورت لڑکے لڑکیاں سب منہ دبائے ہنسے جارہے تھے۔ ارسل جو ابھی ابھی سیڑیاں اترتا باہر کی طرف بڑھ رہا تھا وہ بھی وہیں رک کر ہاتھ باندھے منظر دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔

اور وہ لڑکا بے شرمی کے سارے ریکارڈ توڑنے کی قسم کھائے ہوئے ہنوز بیٹھا بتیسی نکالے زمل کو دیکھے جارہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی

بڑا بے ادب ہوں سزا چاہتا ہوں

اسنے شرماتے ہوئے شرارت سے کہا تھا اور زمل اندر تک سلگ کر رہ گئی۔

''لگتا ہے تمہارے ایسے سمجھ نہیں آئے گا اٹھو ابھی کے ابھی مجھے ایک منٹ نہیں لگے گا تمہارا ایڈمشن کینسل کرنے میں پھر روتے رہنا اپنی فیس کو لے کر'' اسکا چہرہ غصّے سے لال ہو گیا تھا۔

"کتنا پیارا بولتی ہیں نا آپ؟ لیکن اگر باتیں بھی پیاری کر لیں تو اور اچھی لگیں" اسنے زمل کو زچ کرنے کی ٹھانی ہوئی تھی۔

زمل نے ہاتھ میں لیا کارڈ اسکی آنکھوں کے آگے لہرایا "لگتا ہے تم میری بات کو سیریس نہیں لے رہے۔۔ میں یہاں اڈمین ہوں اور ابھی اسی تمہارا داخلہ کینسل کروں گی" وہ بول کر مڑی تھی کہ وہ لڑکا کرنٹ کھا کر جھٹکے سے کھڑا ہوا باقی سب بھی سیدھے ہوئے۔

"اسے ایڈمن ملی تھی پرانک کرنے کے لیے؟" وہ سب چہ میگوئیاں کرنے میں مصروف ہو گئے تھے۔

"ارے میری بات تو سنیں آپ برا ہی مان گئیں۔۔ ہم تو بس پرانک کر رہے تھے۔ ان سب نے کہا تھا کہ جو لڑکی آئے اسے پروپوس کرنا ہے اور سامنے سے آپ آ گئیں میں تو جانتا بھی نہیں تھا آپ کو"۔۔ وہ واقعی گھبرا گیا تھا۔

"وہ دیکھیں میرا دوست کھڑا یہ پرانک ریکارڈ کر رہا ہے کیمرے میں دیکھ کر ہاتھ ہلا دیں۔" اسنے پھر بتیسی نکالتے ہوئے سامنے کی طرف اشارہ کیا جہاں درخت کے پیچھے سے ایک لڑکا ہاتھ میں موبائل لیے باہر نکلا۔

زمل نے ترچھی نگاہ اس پر ڈالی "اتنی دور سے تو ہاتھ نظر بھی نہیں آئے گا قریب ہی جانا پڑے گا" وہ دانت پیستی اپنی چادر ٹھیک کرتی آگے بڑھی وہ لڑکا بھی الرٹ کھڑا تھا۔

"موبائل دیں" زمل نے ہاتھ آگے کیا وہ سب یہ منظر دیکھ کر پریشان ہو گئے تھے اور ارسل اسکے چہرے پر ایک عجیب سی مسکراہٹ تھی۔

"آپ۔۔آپ موبائل لے کر کیا کریں گی؟ ویڈیو ہی ڈیلیٹ کرنی ہے نا میں۔۔ میں خود ڈیلیٹ کر دیتا ہوں" موبائل پر اسکی گرفت مضبوط ہوئی اسے ڈر تھا کہ وہ موبائل لے کر پرنسیپل کے پاس نہ چلی جائے۔

"میں نے کیا کہا ہے؟" وہ چبتے ہوئے لہجے میں بولی۔

اسے نہ چاہتے ہوئے بھی ویڈیو لگا کر موبائل زمل کی جانب بڑھانا پڑا۔

زمل ویڈیو دیکھتے دیکھتے قدم بڑھا رہی تھی۔ اسنے نظریں اِدھر اُدھر دوڑائیں وہ چلتی ہوئی آگے بڑھی۔ برق رفتاری سے موبائل اسنے فرش پر رکھ کر پاس میں رکھی اینٹ اٹھائی اور پوری طاقت سے اس پر دے ماری۔ چھن کی زوردار آواز فضا میں گونجی تھی۔

یہ سب اسنے اتنی تیزی سے کیا تھا کہ وہ سب جو اسے روکنے کے لیے آگے بڑھے تھے ششدر رہ گئے۔

وہ پلٹ کر غرائی تھی۔

''یہاں آپ سب پڑھنے آتے ہیں یا پھر یہ سب کرنے؟کسی کی بھی ویڈیو بغیر بتائے بنانے والوں کو وہ بھی سو کالڈ پرانک کے نام پر یہ ہی سزا ملنی چاہیے'' وہ سب بس خاموش نظروں کا تبادلہ کر رہے تھے۔

''امید ہے فیس سے زیادہ مہنگا نہیں تھا وہ موبائل ''اسنے دور پڑے ٹکروں میں بکھرے موبائل کی طرف اشارہ کیا اور باہر کی طرف بڑھ گئی۔

''چلو اچھا ہے صرف میں ہی وکٹم نہیں رہا'' ارسل سوچتا گاڑی کی چابی گھوماتا آگے بڑھ گیا۔

-----*--*-*---

لبابہ شام میں مشی کے گھر اسٹڈی کے لیے آگئی تھی۔وہ صوفے پر بیٹھی تھی جب کہ مشی بیڈ پر لبابہ نے اوپر سے نیچے اسکا جائزہ لیا گھنگر و بال اسٹائل سے کھلے ہوئے تھے

جن کو خوبصورت سا ہیر بینڈ لگا کر پیچھے کیا ہوا تھا۔ ہاتھوں میں رنگ برنگی بریسلٹ گلے میں مالا وہ اچھے سے تیار تازہ دم لگ رہی تھی۔

لبابہ نے گلا صاف کیا "ویسے مشی ایک بات تو بتاؤ یہ اتنا وقت تمھیں کیسے مل جاتا ہے؟" اسکا اشارہ مشی کی تیاری کی طرف تھا اور یہ وہ بھی سمجھ گئی تھی اس لیے ہاتھ میں لی کتاب ایک طرف رکھ کر لبابہ کو ترچھی نگاہ سے دیکھا۔

"جیسے تمھیں مل جاتا ہے مجھے غور سے دیکھنے کا" اسکی بات پر لبابہ کا بھی منہ بنا تھا۔

مشی نے دیکھ لیا تھا اسکے بگڑے ہوئے تیور کو "ایک تو ویسے ہی مجھے تپ چڑھ رہی ہے اوپر سے تم بھی ایسی باتیں کر رہی ہو" مشی نے سر جھٹکا۔

"کیوں تمھیں کس بات کی تپ چڑھ رہی ہے؟" اس کو تفتیش ہوئی۔

مشی کا منہ اور چھوٹا ہوا۔ "وہ کزن ہے نا میری ایک واحد کزن ہی تو ہے وہ بھی پورے دو سال چھوٹی نکاح ہو گیا اسکا اور اِدھر میری عمر نکلے جا رہی ہے اور یہاں جب مجھے کسی کے نام کی رنگ ان ہاتھوں میں پہننی ہے تب ان ہاتھوں سے میں یہ" اسنے رجسٹر آگے کیا جہاں گلوکوس glucose وغیرہ کے گول گول رنگ اسٹکچر بنے ہوئے

تھے۔ "یہ۔۔یہ رنگ اسٹکچر بنا رہی ہوں۔۔یہ ناانصافی نہیں تو کیا ہے" وہ ڈرامائی انداز میں دونوں ہاتھ منہ پر رکھتی بول رہی تھی۔

"واقعی ناانصافی ہے تمھیں ڈاکٹر نہیں بلکہ ڈراموں میں ہونا چاہیے تھا۔" لبابہ نے رجسٹر اسکے ہاتھ سے لے کر اسی کے سر پر مارا تو وہ سیدھی ہوئی۔

"چلو جو چیزیں رہ گئی ہیں وہ جلدی جلدی دیکھ لیتے ہیں پاپا بھی آنے والے ہونگے" لبابہ کے بولتے ہی مشی نے جھٹ پھٹ ٹوپک نکالے جو ڈسکس کرنے تھے۔

مشی اسکے لیے جوس وغیرہ لینے گئی تھی تب لبابہ نے سامنے رکھی مشی کی فائل اٹھائی پہلا پیج دیکھ کر اسے عجیب لگا اسنے جلدی جلدی پیج پلٹے اور پوری فائل دیکھ ڈالی اتنے میں مشی اسکے لیے جوس لے آئی تھی۔

"یہ کیا ہے؟ تم واقعی اتنی فارغ ہو؟" لبابہ حیرت سے بولتی فائل اسکی جانب بڑھا رہی تھی۔اس فائل پر بڑا بڑا رنگ برنگی ہر پیج پر بس ایک ایک ہی لفظ لکھا تھا۔زیادہ تر کھانے پینے کی اشیاء سے منسلک جیسے kfc, soda sting, وغیرہ۔۔۔

مشی کمر پر ہاتھ رکھے اسے غصّے سے دیکھ رہی تھی "پہلی بات تو لبابہ بی بی کسی کی فائل

بغیر پوچھے نہیں دیکھتے اور دوسری بات میں فارغ ہوں لیکن اتنی نہیں یہ لفظ mnemonics(مشکل ترین ڈیفینیشن وغیرہ یاد رکھنے کے لیے انکے پہلے الفاظ کو ملا کر ایک نیا لفظ بنانا جو اچھا بھی لگے اور یاد بھی رہ جائے)ہیں خیر آپ کو کیا معلوم آپ تو کتابی کیڑا ہیں آپ کو چیزیں یاد رکھنے کے لیے ہماری طرح مشقت جو نہیں کرنی پڑتی ہو گی"۔

مشی کے بولتے ہی لبابہ نے جلدی جلدی پیج پلٹے پہلے اسنے صرف سیدھے سیدھے دیکھے تھے اب پلٹا تو سمجھ آیا۔

وہ کچھ اس طرح تھے۔

hyper thyroidism(بیماری)

اس بیماری کے symptoms(علامات) یاد کرنے کے لیے

لفظ "sting" لکھا تھا۔

وہ symptoms یہ تھے۔

Sweating,

Tremor,

Intolerance to heat,

Nervousness,

Goiter..

مطلبSweatingکاایسtremorکاٹیIntoleranceکاآئی

NervousnessکااینGoiterکاجی مل کربن گئےSting

اسی طرح باقی پوری فائل اسکیmnemonicsسے بھری ہوئی تھی۔

مشی کوامید تھی کہ شاید وہ کوئی ستائشی جملہ بولے گی لیکن وہ تو ہنسے جارہی تھی۔

''تمھیں پتاہےاس سے مجھے عریش یاد آرہاہے وہ بھیpriodic tableیاد کرنے کے لیےایسی حرکتیں کرتا تھا''۔

مشی اسے گھورتی رہی پھر بیزار سا بولی ''تمھیں پتاتوہے مجھے ایسالگتاہے بکس میں کسی طرح کے ناsedative agentsہیں(جوادویات میں نیند کے لیے ملائے جاتے ہیں)ادھر ہاتھ میں لو نہیں ادھر نیند آجاتی ہے۔ عجیبdilemma(المیہ) ہے

بس اسی لیے اس طرح یاد رکھتی ہوں چیزیں“۔

لبابہ مسلسل مسکرائے جارہی ”اپنی بات تو تم کرو ہی نہیں تو اچھا ہے ادھی رات کو کافی کا کپ ہاتھ میں لے کر تم insomnia treatment پڑھتی ہو اور پھر کہتی ہو کہ مجھے بھی insomnia (وہ بیماری جس میں نیند صحیح طریقے سے نہیں آتی اور اٹھ کر بھی جسم اتنا تھکا تھکا رہتا ہے جیسے سوئے ہی نہیں اس میں رات کو کافی وغیرہ جس میں کیفین ملا ہو لینا منع ہوتی ہے تاکہ نیند سہی آئے) ہو گیا“

لبابہ کو یاد تھا ایک رات پہلے مشی کی بار بار چیزیں ڈسکس کرنے کے لیے کال آرہی تھی تب ہی اس نے بتایا تھا کہ وہ کافی پی رہی ہے۔اور بار بار ایک ہی جملہ رٹ رہی تھی لگتا ہے مجھے بھی insomnia ہو گیا۔

”ہاں تو تم نہیں پیتی رات میں کافی؟“مشی برا مان گئی تھی۔

”ہاں پیتی ہوں لیکن رات میں insomnia treatment نہیں پڑھتی“وہ مسکراہٹ دبائے بول رہی تھی کہ اسکے موبائل پر کال آئی۔

”میں چلتی ہوں پاپا آگئے لینے“وہ بولتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی وہ کمرے سے باہر آگئی تھی

لیکن مشی کی شکل یاد کر کے اسکے چہرے پر دلکش سی مسکراہٹ تھی جو یکدم تھمی۔

سامنے سے مشی کا بھائی اسی طرف آرہا تھا چہرے پر خبیث سی مسکراہٹ سجائے۔۔

''زہے نصیب بہت دنوں بعد نظر آئی آپ''اسکی بات پر لبابہ کوئی بھی جواب دیے بغیر گزرنے لگی کہ وہ پھر سامنے آیا۔

''بات تو سن لیں اتنی جلدی کیا ہے جانے کی؟''وہ پھر گویا ہوا۔۔''ویسے آپ میرے بھجوائے پھولوں کے ساتھ اچھا نہیں کرتیں''اسنے جیسے افسوس سے کہا اسکی بات پر لبابہ نے کرنٹ کھا کر اسکی شکل دیکھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''مشی مشی''لبابہ نے زور زور سے آوازیں دینا شروع کی اسے اندازہ تو ہو گیا تھا کہ وہ پھول بھیجنے والی حرکت کس کی ہو سکتی ہے لیکن یقین اب آیا تھا۔

''ہاں ہاں کیا ہوا؟تم گئی نہیں ابھی تک؟''مشی کمرے سے نکل کر آئی تھی کہ لبابہ کے سامنے اپنے بھائی کو کھڑا دیکھ کر اسکے ابرو تنے۔

''مشی ابھی میں نے صرف تمھیں آواز دی ہے اگر ایسا پھر ہوا نا تو یا تو اپنے پاپا یا تمہارے پاپا کو آواز دونگی''وہ بولتی تیز تیز قدم اٹھاتی وہاں سے چلی گئی اور مشی غصیلی

نگاہ سے اپنے بھائی کو دیکھتی رہی۔

*__** __** __** __** __** __**

انہوں نے جیسے ہی سلام پھیرا وہ آکر فوراً سامنے بیٹھ گیا۔ وہ جب بھی گھر میں ہوتا ہمیشہ ہی ایسے کرتا انکی نماز پوری ہوتے ہی سامنے بیٹھ جاتا۔

انہوں نے دعائیں پڑھ کر اس پر دم کیں "اللّٰہ پاک میرے بیٹے کو ہمیشہ اپنے حفظ و امان میں رکھے"

جزیل نے انکے ہاتھ پکڑ کر اپنی آنکھوں سے لگائے "مجھے تو ہمیشہ ہی اپنا آپ۔۔ آپ کی دعائوں کے حصار میں لگتا ہے ماں"

"کاش آج تمہارے ابو حیات ہوتے تو تمھیں یونیفارم میں دیکھ کر کتنا فخر محسوس کرتے" بسمہ بیگم کی آنکھیں نم ہوئیں۔

"ماں میرا یقین ہے کہ وہ ہمارے بیچ ہیں اور ہمیں دیکھ بھی رہے ہیں آپ پلیز ایسے دل چھوٹا نہیں کیا کریں آپ کو مظبوط دیکھ کر ہی تو مجھے طاقت ملتی ہے" جزیل انکے ہاتھ پر دباؤ دیتا بول رہا تھا وہ بھی مسکرا دیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گھر کے فون پر بیل ہوئی تو وہ فون سننے چلا گیا۔اور فون اٹھانے سے پہلے ہی وہ جانتا تھا کہ دوسری طرف کون ہے۔

حسبِ معمول فون کان سے لگاتے ہی شکایات کی پٹاری کھل چکی تھی۔ ''تم صبح سے آئے ہوئے ہو یہ نہیں ہوا کہ خود سے بہن کو فون کر لو حال احوال ہی بتا دو مگر نہیں جی چاچو کے گھر چلے گئے آتے ہی لیکن یہاں فون تک نہیں کیا گیا۔اب پیار بھی ایسے جتایا جائے گا جیسے ہم سے زیادہ کسی کو یاد کیا ہی نہیں ہو'' جویریہ ایک ہی سانس میں سب بول گئی تھی۔

''سانس تو لے لیں پھر شکایت کرتی رہیے گا اور چاچو کے گھر اس لیے گیا کیوں کہ انکی برتھڈے تھی۔'' جزیل نے گہری سانس لی وہ جانتا تھا جویریہ نے دوپہر میں فون کیا ہو گا اور ماں نے اسکے جانے کے بارے میں بتا دیا ہو گا اسی لیے وہ غصّے میں تھی۔

''اچھا یہ سب چھوڑیں میں لینے آ رہا ہوں آپ اور حسن تیار رہیں میں تین چار روز کے لیے آیا ہوں تب تک آپ دونوں یہیں رہیے گا'' وہ بہت پیار سے بولا تھا اور ایک لمحے میں جویریہ کی بھائی سے ساری شکایات دم توڑ گئیں تھیں۔

''مجھے تو بہت کام ہیں ہاں تم ادھر آ جاؤ رات کا کھانا یہیں کھانا حسن بھی یاد کر رہا تھا

تمھیں“ اسنے اپنے تین سالہ بیٹے کا نام لیا۔

”ہاں میں بھی بہت یاد کر رہا ہوں اسے بس پھر رات میں ملاقات ہوتی ہے“ پھر الوداعی کلمات کہہ کر اسنے فون رکھ دیا۔

*__** __** __** __** __** __**

وہ تیار ہو کر باہر نکلی ہی تھی کہ وردہ بھی اسے وہیں چہل قدمی کرتی نظر آگئی۔

”صبح صبح چہل قدمی کا تو اپنا ہی مزہ ہے“ آرزو بھی اسکے قدم سے قدم ملا کر چلنے لگی۔ موسم میں خاصی ٹھنڈ تھی دونوں بار بار اپنا ہاتھ رگڑ رہیں تھیں بولتے ہوئے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے دانت بج رہے ہوں۔

”واقعی۔۔“ وردہ نے کہہ کر سامنے روڈ کی طرف اشارہ کیا۔ ”چلو آج چوک تک چلتے ہیں“

”ٹھیک ہے“ آرزو کندے اچکاتی اسکے ساتھ چل دی۔ اطراف میں بہت سے سرسبز شجر تھے جن پر رنگ برنگی پھول کھلے ہوئے تھے اور ان پر شبنم کی بوندیں موتیوں کی

مانند لگ رہی تھیں۔ صبح کے وقت چڑیوں کی چہچہار بھی حمد و ثنا کرتی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ چوک تک پہنچے ہی تھے کہ سامنے سے بچے گروہ کی صورت اسکول جاتے ہوئے دکھائی دیے وہ سب یونیفارم میں ملبوس بہت تروتازہ لگ رہے۔ زندگی کی بہار انکے چہروں پر کھلی تھیں۔

ان بچوں کی نظر جیسے ہی وردہ اور آرزو پر پڑی وہ سب فوراً ان دونوں کی طرف بھاگتے ہوئے آئے۔ وردہ اور آرزو نے ایک دوسرے کو نا سمجھی سے دیکھا۔

وہ ان دونوں کے سامنے آ کر رکے اور سب نے ایک ساتھ مل کر انہیں سلیوٹ کیا۔ ایک مسکراہٹ ان سب کے چہروں پر تھی وہ تین لڑکیاں تھیں جو چوتھی پانچوی جماعت کی لگ رہیں تھیں اور چار لڑکے دو ذرا بڑے تھے اور دو پہلی جماعت کے لگ رہے تھے۔

ایک سنسنی سی انکے رگ و پے میں دوڑ گئی تھی۔ وہ دونوں سیدھی ہوئیں اور اپنے پروفیشنل انداز میں ان بچوں کو سلیوٹ کیا۔ ان بچوں کی مسکراہٹ اور گہری ہوئی۔

ان میں سے سب سے چھوٹا بچا آرزو کے پاس آیا۔

"آپکو پتا ہے میں بھی بڑا ہو کر ایسی ہی وردی پہنوں گا" اسکی بات پر وہ دونوں مسکرائیں۔

آرزو گھٹنوں کے بل اسکے سامنے بیٹھی اور اسکا چہرہ ہاتھ میں لیا۔ "انشااللہ ضرور پہنوں گے لیکن اس وردی کے لیے پتا ہے بہت محنت کرنی ہوتی ہے سب سے پہلے اچھا اچھا پڑھنا ہوتا ہے۔ تم پڑھو گے نا؟" وہ بہت پیار سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"جی میں دل لگا کر پڑھوں گا۔ انکو لگتا تھا کہ ہم نہیں پڑھیں گے ہم ڈر جائیں گے۔"

آرزو نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیسے ایسا لگتا تھا؟"

"انہی کو نا جو آئے تھے سولہ دسمبر کو بچوں پر حملہ کرنے کہ شاید ہم سب ڈر جائیں گے اسکول جانا چھوڑ دیں گے لیکن نہیں ہم اسکول ضرور جائیں گے۔"

پیچھے سے ایک اور بچی آگے بڑھی "اور ہم ان سے اسی طرح مقابلہ کریں گے جیسے اے پی ایس کے بچوں نے کیا انکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر"

''اور اگر وہ آپکو مل گئے تو انہیں چھوڑ یے گا نہیں انہیں بہت ماریے گا'' وہی چھوٹا سا بچا بول رہا تھا۔

آرزو اور وردہ کی آنکھیں بھیگی ہوئیں تھیں دونوں نے اسکے ماتھے کا بوسہ لیا۔ ''ہم ان سے ہمارے بچوں کے خون کی ایک ایک بوندھ کا بدلہ ضرور لینگے''۔

وہ بچے مسکرا کر انہیں خدا حافظ کہتے چلے گئے اور وہ دونوں کچھ دیر ہنوز بیٹھی رہ گئی۔

''آرزو اس وردی سے سب کی کتنی امیدیں ہوتی ہیں نا؟''

آرزو نے اثبات میں سر ہلایا ''ہم انشااللہ ان امیدوں کو ضرور پورا کریں گے جان لگا دیں گے مگر یہ امیدیں ٹوٹنے نہیں دینگے۔ اور پتا ہے آج مجھے خوشی کس بات کی ہے؟'' وہ کھڑے ہوتے ہوئے بول رہی تھی۔

''کس بات کی؟'' وردہ نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

وہ مسکرائی ''ان بچوں کے چہرے پر کوئی خوف کوئی ڈر نہیں دکھا مجھے جبکہ وہ تو تیار تھے انکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مقابلہ کرنے کے لیے اور صرف یہ بچیں نہیں بلکہ آنے والی ہماری نسلیں ای پی ایس کے شُہدا کو نہیں بھولیں گی انہیں تو جرت اور حوصلہ

کی علامت کے طور پر یاد رکھا جائے گا اور یہ ہی سب سے بڑی ہار ہو گی ہمارے دشمنوں کی"۔

وردہ نے اثبات میں سر ہلایہ "آرزو جب خون میں لت پت معصوم بچوں کے کپڑیں ملیں ہونگے وہ کپڑے جو ماں نے رات ہی استری کر کے رکھے ہونگے کیا حال ہوا ہو گا ماؤں کا؟ اپنے جگر اپنے گھر کی رونقوں کو اس طرح ایمبولینس میں آتے دیکھا ہو گا کیا گزری ہو گی انکے دلوں پر؟ ارے انہونے نے دوپہر کا کھانا تیار کر رکھا ہو گا اپنے لخت دل کے لیے۔۔

انکے دکھ کا اندازہ تو کوئی لگا ہی نہیں سکتا لیکن پھر بھی آرزو آج بھی مائیں اپنے بچوں کو اسکول بھیج رہی ہیں آج بھی ہر بچا پورے عظم سے اسکول جانے کو تیار ہے یہ ہی ہماری جیت ہے اور یہ ہی اس بات کی نشانی ہے کہ ہر چھوٹا بڑا ضرورت پڑنے پر تیار رہے گا دشمنوں سے مقابلہ کرنے کے لیے میرا ہر بچے ہر ماں کو سلام ہے" اسکا لہجہ بھیگا ہوا تھا۔

-----*---*---*---*

کلاس روم میں جگہ جگہ ایزل ترتیب سے رکھے ہوئے تھے جس پر وہ سب اپنے اپنے کینوس سیٹ کر کے رنگوں کو blend (آپس میں ضم کرنا) سیکھ رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com

جس طرح سامنے رکھے کینوس پر غروب آفتاب کے وقت جو رنگ آسمان پر بکھرے ہوئے ہوتے ہیں نارنجی سنہرا جامنی اور بھی رنگ ان سب رنگوں کو خوبصورتی سے blend کیا گیا تھا۔

وہ اپنی پوری توجہ سے سامنے دیکھتی رہی اور پھر کانوں میں اٹکا برش ہاتھ میں لیا برش اور پینٹ وغیرہ انکے ایزل پر سیٹ ہوئے رکھے تھے لیکن عادت سے مجبور کچھ لوگ برش کانوں کے پیچھے ہی ٹکا لیتے تھے۔

پورے دھیان سے کینوس پر برش چلاتا اسکا ہاتھ تھما جب پاس کھڑی دوست اسکے اور نزدیک آکر کھنکھاری۔ "سنو سر نے اپنی پینٹنگ کو دیکھ کر پینٹ کرنے کا کہا تھا اپنی آنکھوں کو نہیں" اسکی دوست نے ایک نظر اسکی پینٹنگ کو دیکھا جہاں بہت ہی محنت سے دو سرمئی کانچ سی آنکھیں بنائی گئی تھیں۔

"ان آنکھوں کے آگے وہ پینٹنگ مجھے نظر ہی نہیں آئی" اسکے کہنے پر اسکی دوست نے سامنے کھڑے ارسل کی جانب دیکھا جو سیاہ کرتے شلوار میں ملبوس آستینوں کو اوپر فولڈ کیے اپنی پینٹنگ کے پاس کھڑا ان سب پر گہری نظر رکھے ہوئے تھا۔

"ویسے واقعی سکھانے والے کو اتنا ڈیشنگ ہونا ہی نہیں چاہیے کہ دھیان سیکھنے پر رہے

ہی ناں لیکن اگر انہوں نے اپنی اُن آنکھوں سے یہ آنکھیں دیکھ لیں نا تو وہ ایسی حوصلہ افزائی کریں گے تم یہاں موجود کسی سے آنکھیں ملانے کے قابل نہیں رہو گی" اسکی دوست نے چبا چبا کر بولا۔

اس لڑکی نے تھوک نگلا" کہہ تو سہی رہی ہو کھڑوس تو وہ بہت ہیں"

کلاس میں نہ تو وہ کوئی بلاضرورت کی بات کرتا اور نہ ہی کسی کو کرنے دیتا۔اسے آئے زیادہ دن نہیں ہوئے تھے لیکن وہ سب ہی اسکی بارسوخ شخصیت کے زیر اثر محسوس ہو رہے تھے۔

انہیں وہ بہت دیر سے باتیں کرتا ہوا نوٹ کر رہا تھا وہ تیوری چڑھائے انکی جانب بڑھ رہا تھا اور ان دونوں کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا کہ اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی سب کی توجہ اسی طرف ہو گئی۔وہ دروازے کا نوب گھماتی اندر داخل ہوئی۔

"سر یہ رہے برش اور پینٹ کے وہ شیڈ جو آپ نے منگوائے تھے" اسنے جلدی سے اس کا منگوایا سامان سامنے ٹیبل پر رکھا جو ارسل اب ہاتھ میں اٹھا کر دیکھ رہا تھا۔

موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ان دونوں لڑکیوں نے جلدی سے وہ کینوس بدلہ اور واپس

پینٹنگ کرنے میں مصروف ہو گئیں۔

''نہیں یہ برش کا سائز ٹھیک نہیں ہے مس زمل اگر آپ کو برش کی پہچان نہیں ہے تو آپ رہنے دیں'' اسکی بات پر زمل نے ایک نظر برش پر ڈالی اسنے کہا تھا چھوٹے سائز کا برش چاہیے اور وہ ڈھونڈ کر لے آئی لیکن لگتا تھا آج ارسل اس سے سارے بدلے پورے کرنے کے موڈ میں ہے یہ اسکا کوئی پانچواں چکر تھا۔

ارسل کو رہ رہ کر سامان یاد آرہا تھا آج وہ لڑکا بھی نہیں آیا تھا جو یہ سارے کام کرتا تھا اس لیے زمل کو خود اپنے آفس جو تیسرے منزل پر تھا اس کلاس روم میں آنا پڑ رہا تھا جو پہلے منزل پر تھا۔

ویسے بھی جب بغیر ڈگری کے اچھی پوزیشن مل جائے تب یہ بھی دھیان میں رکھنا پڑتا ہے کہ وہ چھوٹے موٹے ہر کام بھی کرنے ہونگے جو آپ کی جاب کا حصہ نہیں ہیں۔

زمل تو یہ بات ذہن میں بیٹھا کر ہی آئی تھی اور وہ محنت کرنے سے گھبراتی بھی نہیں تھی لیکن آج سر میں اس کے اس قدر درد تھا کہ وہ صرف اس لیے چھٹی نہیں کر سکی کہ ابھی تو جوائن کیا ہے۔اور آج ہی اسکا برا دن تھا تھکن کے مارے اسکی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔

''میں چینج کر کے لے آتی ہوں'' وہ جانتی تھی ارسل سے فی الوقت بحث بیکار ہے۔ وہ اسکے ہاتھ سے برش لے ہی رہی تھی کہ ارسل نے وہ ایک طرف رکھ دیے۔

''نہیں یہ بھی رہنے دیں اور دوسرے بھی لے آئیں'' ارسل کی بات پر وہ سر ہلاتی آفس کی طرف بڑھ گئی۔

وہ ڈھونڈ کر برش کا پورا باکس ہی لے کر اسکی کلاس کی طرف بڑھ رہی تھی کہ وہ زینے پر ملا۔

''یہ میں آپ کی کلاس میں ہی لے کر جا رہی تھی اور آپ راستے میں تو لینگے نہیں اس لیے کلاس میں جا کر ہی رکھ دیتی ہوں''

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ باکس کی طرف اشارہ کرتی بولتی نیچے کی طرف بڑھ رہی تھی کہ ارسل کی بات پر رکی۔

''رکیں دیدیں مجھے میں خود لے جاؤں گا'' ارسل نے اسکی شکل دیکھی اسے تھکان کے تاثرات صاف محسوس ہوئے۔

''احسانِ عظیم'' زمل نے دل میں سوچا۔ ''شکریہ اور یہ پاس والی کلاس میں دے

دیے گا'' اسنے اسٹاپلر اسکے ہاتھ میں پکڑایا اور سیڑیاں چلتی اوپر چلی گئی۔

''سچ ہے کچھ لوگ احسان کرنے کے قابل ہی نہیں ہوتے'' وہ سر جھٹکتا آگے بڑھ گیا۔

*--** --** --** --** --**

وہ ایل ایس ای روم کی چیزیں ترتیب سے رکھ رہیں تھیں ساتھ وہ سترہ اٹھارہ سال کا لڑکا بھی تھا۔ آرزو اور وردہ اسے چیزیں دے رہیں تھی اور وہ صاف کر کے جگہ پر رکھ رہا تھا وہ یہاں کچھ روز قبل ہی آیا تھا۔

وہ ساتھ ساتھ ان سے چیزوں کے متعلق پوچھ بھی رہا تھا جس کا وہ دونوں سر سری سا ہی جواب دے رہی تھیں۔

''تمہارا نام کیا ہے''؟ آرزو نے ہیلمٹ اسکی جانب بڑھایا جو وہ اسٹول پر کھڑا ہو کر اوپر رکھ رہا تھا فوراً بولا۔۔

''جی مجاہد نام ہے میرا۔۔ آپکو پتا ہے میرا بچپن سے ہی خواب تھا آرمی جوائن کر کے اپنے نام کی لاج رکھنے کا۔ میں چاہتا تھا میں بھی شہید یا غازی کہلاؤ جی خواہش تو آج بھی ہے لیکن بس۔۔۔'' وہ بولتے بولتے چپ ہوا۔

''مجاہد باتیں بنانے سے اچھا ہوا گر تم کام پر توجہ دو'' وردہ اسکے ہاتھ میں چیزیں پکڑاتی خشک سے انداز میں بولی تھی۔وہ سر ہلاتا پھر کام میں مصروف ہو گیا۔

*--** --** --** --** --** --**

''آپ کو سر فصیح آڈیٹوریم میں بلا رہے ہیں'' کسی نے آکر اطلاع دی تو وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی ایک نظر گھڑی کی طرف دیکھا جہاں چھ بج رہے تھے ''اب تو گھر جانے کا وقت ہو گیا تھا پھر آڈیٹوریم میں کیوں بلایا جا رہا تھا''؟۔وہ سوچتی سامان سمیٹتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

وہ آڈیٹوریم خاصا کشادہ تھا۔سیڑیوں کی طرح اوپر نیچے نشست تھیں۔ادھر جا کر دیکھا تو تقریباً پورا ہی اسٹاف وہاں موجود تھا۔''آیئے مس زمل آپ کا ہی انتظار ہو رہا تھا'' سر فصیح نے بول کر آگے کی نشست کی طرف اشارہ کیا تو وہ فوراً جا کر بیٹھ گئی سر فصیح انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر تھے جو اس وقت روسٹرم پر کھڑے ایک ہاتھ کوٹ کی جیب میں اور ایک سے مارکر تھامے بورڈ پر کچھ پوائنٹس لکھ رہے تھے۔ساتھ پروجیکٹر پر کچھ سلائڈ بھی چل رہیں تھیں۔

''یہ ٹوپک تو ہو گیا آج کے دوسرے اہم ٹوپک کی طرف آتے ہیں'' وہ ان سب پر نظر ڈالتے ہوئے اپنے شگفتہ انداز میں گویا ہوئے۔ساتھ پروجیکٹر بند کیا۔

زمل کو دیکھ کر تھوڑی دور بیٹھی کو برانے بے چینی سے پہلو بدلا اسکے چہرے سے صاف واضح تھا کہ اسے اس وقت وہاں زمل کی موجودگی ایک آنکھ نہیں بھائی وہ یہ نہیں سمجھ پا رہی تھی کہ کل کی آئی لڑکی کو اتنی اہمیت کیوں دی جارہی تھی۔

"جی تو وہ دوسری بات یہ ہے کہ آپ سب ہی جانتے ہیں کہ آنے والے ہفتے میں ہمارا اینول فنکشن ہے اور یہ فنکشن ہمارے انسٹی ٹیوٹ کے لیے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ جس میں آپ سب کو اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہے اور ہر انسٹی ٹیوٹ کی طرح ہماری کامیابی ان نئے آنے والے ایڈمیشنز سے ہوگی جو آپ سب کی محنت کا پھل ہوں گے۔" وہ وہیں ٹہلتے ہوئے اس طرح بول رہے تھے کہ سب ہی ان کی طرف متوجہ تھے۔

"تو میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ سب اس فنکشن کے لیے کچھ زبردست سا سوچیں کچھ نیا تجویز کریں اور اپنا اپنا حصہ ڈالیں فنکشن کی تیاریوں میں" انہوں نے بول کر سب کی طرف دیکھا سب نے اثبات میں سر ہلا دیے تو وہ پھر بولے۔ "اگر اس وقت آپ لوگوں کے دماغ میں کوئی آئیڈیا ہے تو آپ ابھی یہاں آکر شیئر کر سکتے ہیں" وہ بول کر تھوڑی دیر تک وہیں کھڑے رہے۔

زمل کھنکھاری سب نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا "سر میں کچھ کہنا چاہتی ہوں" اس

کا اتنا بولنا تھا کہ انہوں نے اسے جگہ دی تو وہ آکر بورڈ کے سامنے کھڑی ہوئی۔

''شکریہ! سر کیونکہ یہ ایک آرٹ انسٹی ٹیوٹ ہے تو میرا آپ کو یہی مشورہ ہوگا کہ جب فنکشن ارینج کیا جائے تو اس بات کا خیال رکھا جائے۔ فنکشن کیوں کہ یہیں لان میں ہے تو لان کو اس طرح سجایا جائے کہ قدم رکھتے ہی یہ احساس ہو کہ ہم کسی تخلیقی دنیا میں آگئے ہوں مطلب کونے کونے میں آرٹ بکھرا ہوا ہو'' وہ بہت ہی پرجوش انداز میں بول رہی تھی اور ساتھ بورڈ پر بنا کر بھی دکھا رہی تھی کہ کس طرح کیا چیز کہاں ہو کہ کوبرا کی بات پر رکی۔

''آپ شاید بھول رہی ہیں کہ فنکشن اسی ہفتے ہے'' وہ ابرو اچکا کر اسے دیکھ رہی تھی۔

''میں بالکل نہیں بھول رہی مجھے یاد ہے۔'' وہ آگے کچھ بولتی کہ سر فصیح بھی فوراً بولے

''مس زمل ہمارا بجٹ بھی اتنا زیادہ نہیں ہے''

''جی میں جانتی ہوں سر لیکن یہ اتنا مشکل نہیں ہے جو چیزیں میں بتا رہی ہوں وہ ہم یہاں موجود شاگردوں سے بھی بنوا سکتے ہیں اور ان کی مدد ہمارے استاد کریں۔ اور جس کا پروجیکٹ بیسٹ ہو اُس شاگرد اور استاد دونوں کو انعام دیا جائے تو سب اس کام کو بخوبی کریں گے'' وہ پھر اسی انداز میں بول رہی تھی۔

''لیکن کچھ چیزیں ایسی ہیں جو ہمارے شاگرد نہیں بنا سکتے نہ اتنا وقت ہے اور نہ ہی ابھی ان کی اتنی قابلیت ہے کہ وہ ریزن فرنیچر ٹائپ کی چیزیں بنا سکیں'' سر فصیح فکر مندی سے بول رہے تھے۔

''کچھ چیزیں ہم باہر سے بھی بنوا سکتے ہیں'' وہ جیسے اپنی بات کی وضاحت دینے لگی۔

کوبرا کے ہاتھ اپنے موبائل پر تیز تیز چلنے لگے ''سر یہ اس طرح کے فرنیچر کی بات کر رہی ہیں نا تو دیکھیں یہ اتنی قیمت پر اتنا زبردست مل رہا ہے'' وہ سوشل میڈیا پر کوئی پیج نکال کر انہیں دیکھا رہی تھی۔ وہ سب بھی توجہ سے دیکھنے لگے۔

''لیکن سر یہ بہت مہنگا ہے میں اس سے کم میں وقت پر اور بہت اچھا آپ کو بنوا کر دیدوں گی'' زمل نے جلدی سے کہا۔ کوبرا نے پھر ٹیڑھی نگاہ سے اسے دیکھا۔ باقی سب تو صرف سن رہے تھے۔ جن میں ارسل بھی موجود تھا جو ٹھوڑی تلے ہاتھ رکھے یہ سوچنے میں مصروف تھا کہ اس نے کام بڑھا دیا۔

''ٹھیک ہے پھر کل آپ کچھ سیمپل کے تور پر لے آئے گا ہم اندازہ کر لیں گے کہ وہ کتنا اچھا ہے۔ باقی مجھے تو ان کا یہ آئیڈیا بہت پسند آیا آپ سب کی کیا رائے ہے؟'' انہوں نے کھڑے ہو کر بورڈ کی طرف اشارہ کیا۔ اب سب اپنی اپنی رائے بھی بتا رہے تھے اور

سب ہی تقریباً زمل کی بات سے متفق تھے۔

*__** __** __** __** __** __**

ابھی ابھی وہ یونیورسٹی سے گھر پہنچی تھی اسے فاطمہ سے پتہ چلا کہ بسمہ تائی آئی ہوئی ہیں لیکن ابھی اس کی مما کے ساتھ کہیں گئی ہیں۔

"یہ ڈرائنگ روم میں عریش کے ساتھ کون ہے؟" اسنے سلیپ پر رکھا سیب اٹھاتے ہوئے فاطمہ سے پوچھا اسے ڈرائنگ روم سے باتوں کی آوازیں آرہی تھیں۔

"وہ جی جزیل بھائی آئے ہوئے ہیں نا" اسنے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

لبابہ نے گھور کر اسے دیکھا۔ "تو اس میں اتنا بلش ہو کر بتانے والی کیا بات ہے؟"

فاطمہ فوراً گھبرائی "وہ جزیل بھائی فوجی ہیں نا اور بغیر وردی کے بھی انکی شخصیت میں کتنا اثر ورسوخ جھلکتا ہے"

"ہمم لیکن اس میں ہنسنے والی بات کہاں تھی؟" وہ سیب کھاتی باہر کی طرف جانے کے لیے پلٹی ہی تھی کہ اسکی بات پر رکی۔

"وہ جی آپ دونوں ساتھ کتنے اچھے لگتے ہیں نا" فاطمہ نے اتنا ہی کہا تھا کہ لبابہ نے

عضّیلی نگاہ اس پر ڈالی ”دماغ جگہ پر ہے؟“ اور فاطمہ واپس کام میں مصروف ہو گئی تو لبابہ بھی باہر نکل کر ڈرائنگ روم کی طرف بڑھی۔

عریش جزیل کے سامنے والے صوفے پر بیٹھا تھا اس کی نظر دروازے پر کھڑی لبابہ پر پڑ گئی تھی لیکن جزیل نے اسے نہیں دیکھا تھا۔

عریش جلدی سے جزیل سے مخاطب ہوا ”آپ ہمارے مہمانِ خصوصی سے ملے؟ ارے نہیں آپ کیسے ملیں گے آپ تو اتنے اتنے دنوں بعد آتے ہیں“ اسکے لہجے سے ہی شرارت ٹپک رہی تھی اور لبابہ کی بھویں تنیں وہ سمجھ گئی تھی کہ کس کے بارے میں بات ہو رہی ہے۔

جزیل نا سمجھی سے اسے دیکھ رہا تھا کہ عریش پھر بولا ”جب کہ نہیں مہمانِ خصوصی تو آپ ہیں وہ تو اسی گھر کا فرد ہے اس گھر کا داماد جو ہے“ اسکی بات پر جہاں لبابہ کا غصّے سے چہرہ لال ہوا وہیں جزیل کو کھانسی آئی۔۔”داماد؟“

”ہاں ہاں آپ بیٹھیں میں ابھی لے کر آیا“ وہ بول کر لبابہ کے پاس سے گزرنے لگا کہ اس نے عریش کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا لیکن وہ توجہ دیے بنا مسکراتا وہاں سے گزر گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ جو عریش کو دیکھنے کے لیے مڑا تھا لبابہ پر نظر پڑتے ہی اسنے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔" آپ یہاں؟ چچی تو بتا رہیں تھیں آپ یونیورسٹی گئی ہوئی ہیں؟ اور یہ عریش کس کی بات کر رہا ہے؟" وہ جانتا تھا کہ وہ کوئی مذاق ہی کر رہا ہو گا لیکن فکر پھر بھی اسے ہو گئی تھی۔

وہ اسکی بات پر بالکل سیدھی کھڑی ہوئی عریش پر اسے بے انتہا غصّہ آ رہا تھا" میں۔۔ میں ابھی ابھی ہی آئی ہوں یونیورسٹی سے اور یہاں مما اور تائی امی کو دیکھنے آئی تھی۔اور یہ عریش وہ تو فضول بولنے کا عادی ہے" اسنے دانت پیستے ہوئے کہا۔

جزیل نے سامنے رکھا جوس کا گلاس ہاتھ میں لیا" ماں اور چچی مارکیٹ تک گئی ہیں آج شادی ہے نا بابا کے کسی کزن کی" وہ بول کر تھوڑی دیر کے لیے رکا۔۔

" آپ جائیں گی شادی میں؟" اب وہ جاجتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

" میں۔۔۔" لبابہ ہچکچائی۔۔

وہ اس کی حالت دیکھ کر مسکرایا اور ساتھ جوس کا گھونٹ بھرا" آجایئے گا گزارش ہی سمجھ لیں۔۔ کیا ہے کہ میں پرسوں چلا جاؤں گا اور پھر آؤں یا نہیں کچھ کہہ نہیں سکتا ہم

فوجیوں کی زندگی تو ایسی ہی ہوتی ہے۔۔'' وہ اُس کی اِس بات پر کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن کہہ نہیں سکی صرف خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔

جزیل کی مسکراہٹ اور گہری ہوئی۔۔اب وہ اسے نہیں بلکہ سامنے دیکھ رہا تھا۔

''یوں سمجھ لیں کہ نہ تو اختیار میں یہ دل ہے اور نہ ہی آنکھیں

دل آپ کے نام پر دھڑکنا چاہتا ہے اور آنکھیں آپ کو اردگرد دیکھنا چاہتی ہیں

لیکن آپ تو اختیار بادست مختار ہیں

چاہیں تو سیراب کریں نہ چاہیں تو بے آب کریں

میرے احساسات پر مختار کل ہے آپ کا

اس نے بہت ہی شاعرانہ انداز میں چہرے پر شریر سی مسکراہٹ سجائے کہا تھا ساتھ جوس کا گلاس ایک طرف رکھ کر اسکی جانب دیکھا جو بالکل شل کھڑی تھی۔ جزیل کی آنکھیں بھی کلام کرتی محسوس ہو رہیں تھیں۔

اور لبابہ کو لگا تھا کہ اس کے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ بارعب شخصیت کا مالک اس طرح کی بات بھی کر سکتا ہے وہ بالکل سن کھڑی تھی۔

دوسری طرف سے عریش ہاتھ میں مسٹر بونی لیے چلا آرہا تھا۔" یہ ہیں ہمارے گھر کے اکلوتے داماد" اسکی بات پر جزیل بھی مسکرایا عریش نے بول کر لبابہ کی طرف دیکھا لیکن وہ دروازے پر ہنوز سن کھڑی تھی اسکی بات سن بھی نہیں رہی تھی کہ اسکی ہنسی کی آواز پر چونکی اور فوراً زینے کی طرف بڑھی۔

*__** __** __** __**

شام کا وقت تھا جب وہ صحن میں بیٹھی چائے کا کپ ہاتھ میں لیے کسی گہری سوچ میں مصروف تھی تب ہی اسے عمر کے سامنے بیٹھنے کا اندازہ نہیں ہوا تھا۔

"پریشان ہیں؟" اسکے یکدم پوچھنے پر فروا نے نظریں اٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔

"پریشان نہیں ہوں بس کچھ چیزیں بے ترتیب ہونے لگی ہیں انکے بارے میں سوچ رہی ہوں" وہ تفکر بھرے انداز میں بولی۔

"جو چیز سب سے ضروری ہے آپ بس اس پر فوکس کریں باقی سب خود بخود ترتیب میں آجائے گا" عمر نے مسکرا کر کہا فروا نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"آپ کے لیے سب سے ضروری صرف بھائی جان کی بات ہونی چاہیے وہ وہاں آپ

سب کو بلا رہے ہیں تو اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے؟'' وہ ہمیشہ کی طرح بھائی بن کر سمجھا رہا تھا اسے۔

''مجھے سب سے زیادہ حنیف ہاؤس کی فکر ہے وہاں میں دو دن نہیں جاتی ایسا لگتا سارا نظام ہی الٹ گیا۔اور پھر تم کیسے رہو گے اماں جان بھی ہمارے ساتھ جائیں گی'' اسکے لہجے سے ہی پریشانی کا احساس ہو رہا تھا۔

''آپ ان ساری باتوں کی فکر چھوڑ دیں کیوں کہ آپ کی آنے والی دیور کی رانی مطلب دیورانی بہت سمجھدار ہے وہ سنبھال لے گی آپ کے پیچھے حنیف ہاؤس بھی اور آپ کے دیور کو بھی'' وہ شرارت سے بول رہا تھا اور فروا جی بھر کر حیران ہوئی۔۔

''دیورانی۔۔ہمم! تو بہت ہی چھپے رستم نکلے آپ دیور صاحب ہمیں ملوایا بھی نہیں'' اب فکر کی جگہ اسکے چہرے پر ایک اطمینان سا تھا۔

''میں نے سوچا تھا آرام سے ملواؤں گا لیکن اب آپ لوگوں کے جانے سے پہلے ضرور ملوا دوں گا'' وہ مسکرا کر بولا تو فروا نے بھی اپنی سوچوں کو جھٹک کر چائے کا گھونٹ بھرا۔

*--** --** --** --** --**

وہ صوفے سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔اسے خود نہیں پتا چلا تھا کہ وہ ساری باتیں اس نے لبابہ کے سامنے کس طرح کہہ دیں۔بس کچھ چیزیں شاید خود با خود ہی ہو جاتی ہیں۔ لیکن وہ جتنا لبابہ کو جانتا تھا اسے اتنا یقین تھا کہ وہ شادی میں کبھی نہیں آئے گی اسکے بلانے پر تو ہر گز نہیں۔

اسنے ہمیشہ اپنی ماں سے دبے لفظوں میں اپنے لیے لبابہ کا نام ہی سنا تھا انکے لہجے سے اس کے لیے پسندیدگی ہمیشہ ظاہر ہوتی تھی۔

جزیل کو خود بھی اسکی بہت سی عادتیں پسند تھیں اسے پتا بھی نہیں چلا تھا کہ وہ کب اس طرح سے ذہن پر سوار ہوتی چلی گئی ۔

چائے''بسمہ بیگم نے قریب آکر کہا تو وہ چونک کر اٹھا۔''چائے لیلو سر میں درد ہے کیا''؟بسمہ تفکر سے پوچھ رہیں تھی۔

جزیل نے چائے کا کپ تھاما''نہیں ماں میں ٹھیک ہوں آپ بیٹھ جائیں کب سے کام کر رہی ہیں ۔''

''ہاں میں بیٹھ جاؤں گی لیکن تم کیوں اتنے تھکے تھکے لگ رہے ہو؟ ہمت ہو تو جانا شادی میں ورنہ آرام کرو'' بسمہ بیگم اسکا چہرہ بغور دیکھ رہیں تھیں۔

''میں چلوں گا شادی میں تھکن تو ایسی کوئی نہیں ہے'' جزیل نے تابعداری سے مسکراتے ہوئے ماں کو دیکھا۔

تھکن اکیلا پن کیا کچھ نا تھا انکے چہرے پر۔ ''اگلی بار جب آؤنگا تو آپ ساتھ چلیں گی اور پھر کوئی بہانہ نہیں چلے گا'' اسنے ماں کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

''اچھا تب کی تب دیکھی جائے گی ابھی مجھے کچھ کام ہے فضیلہ بھی نہیں آئی'' انہوں نے اپنی ملازمہ کا نام لیا اور جزیل کے ہاتھ پر دباؤ ڈال کے پیار سے بول کر چلی گئیں۔ جزیل انہیں فکر مندی سے دیکھتا رہا۔

*__** __** __** __** __** __** __** __**

وہ دونوں اسٹڈی روم میں موجود تھے۔ جہاں چاروں طرف شیلف بنے ہوئے تھے جن میں بہت ہی سلیقے سے کتابیں رکھی گئیں تھی اور بیچ میں ایک لمبی سی میز تھی۔

عریش ریاضی کے سوال کرنے میں مصروف تھا جو لبابہ نے ہی اسے دیے تھے۔

اور وہ اپنا پڑھنے میں مصروف تھی لیکن دھیان بار بار بھٹک رہا تھا۔ذہن میں جزیل کے کہے الفاظ گونج رہے تھے۔اسکا دل اور دماغ دونوں جیسے مائوف ہو رہے تھے ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔پہلے ایسا محسوس ضرور ہوا تھا کہ وہ کچھ کہنا چاہتا ہے لیکن پھر بھی اسے ابھی تک اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔

اسنے اپنی کتاب ایک طرف رکھ کر ڈائری اٹھائی اور اس میں کچھ سطور تحریر کیے۔۔۔ ضبط سے اسکی آنکھیں لال ہو رہی تھیں۔

عریش باغور اسکے تاثرات کا جائزہ لے رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''میں آخری بار پوچھ رہی اگر تم دونوں میں سے کسی کو شادی میں جانا ہے تو میں کپڑے استری کروادوں؟''دانیہ بیگم نے دروازے پر کھڑے ہو کر پوچھا۔۔

''جی۔۔میں چلتا ہوں فریش ہی ہو جاؤں گا''وہ دبا دبا سا بول کر لبابہ کو دیکھنے لگا۔

''ایک کام کرو تم آرام سے لبابہ سے پوچھ لو پھر بتا دینا''وہ بولتی پلٹنے لگیں کہ لبابہ نے فوراً کہا۔

''مجھے تو پڑھنا ہے اور عریش کا پرسو میتھ کا پیپر ہے اس لیے ہم دونوں ہی نہیں جائیں

گے "اسکی بات سن کر دانیہ بیگم کندے اچکاتی وہاں سے چلی گئیں اور عریش بے بسی سے اسے گھورتارہ گیا۔

لبابہ نے اپنی موٹی سی بک اسکے سر پر ماری "ایک پیپر دیا ہے وہ تو تم سے حل نہیں ہو رہا اور آئے بڑے فریش ہی ہو جاؤں گا" وہ اسکی نکل اتارتے ہوئے بولی تھی۔

"سڑیل ہٹلر" وہ بے چارہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتارہ گیا۔

کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ لبابہ اپنے کمرے سے کچھ لانے کے لیے اٹھی۔

اتنے میں سامنے رکھے موبائل کی بیپ بجی تو عریش نے موبائل ہاتھ میں لیا۔۔لبابہ جاتے ہوئے اپنا موبائل وہیں چھوڑ گئی تھی عریش اسے رکھ ہی رہا تھا کہ کچھ خیال آنے پر اسنے موبائل کھولا۔۔آنے والے میسج کو پڑھ کر اسکی آنکھیں طیش سے پھیل گئیں اسنے میسج دیکھ کر موبائل واپس رکھ دیا۔

*--** ---** ---** ---** ---** ---**

اس نے ارد گرد نظریں دوڑائیں اور پھر اپنی گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے سر جھٹکا

"ایک تو شادیوں میں وقت کی پابندی کرنا کب سیکھیں گے لوگ"

خوبصورت جگماتے فانوس سے پورا ہال روشن تھا۔ابھی صرف وہاں لڑکی والے موجود تھے بارات نہیں آئی تھی۔

بسمہ بیگم جو اسکے بالکل سامنے بیٹھی تھیں اسے گھورتے ہوئے بولیں "اور لے کر آؤ اتنی جلدی لڑکی والوں کو تو میں جانتی بھی نہیں ہوں پتا نہیں کب آئیں گے سب تب تک بس سب کی شکلیں ہی دیکھتے رہو۔۔ویسے اس معملے میں تم اپنے بابا سے کم نہیں ہو" وہ مصنوئی غصّے سے بولی تھیں۔

جزیل ان کے اس طرح بولنے پر ہنس دیا "آنے والے ہونگے سب اور ویسے بھی آپ کو تو بس اپنی سہیلی دانیہ چچی کا انتظار ہی ہوگا" اسکی بات پر وہ اسے گھورتے گھورتے مسکرا دیں۔

"آ گئی برات" جزیل کی نظر گیٹ پر پڑی جہاں جوش و خروش سے باراتیوں کا استقبال کیا جا رہا تھا۔

بسمہ بیگم بھی اٹھ کر اسی طرف چلی گئیں۔

جزیل کی نظریں آنے والے مہمانوں کی طرف ہی تھیں اسے ایک ایک کر کے سب

دکھائی دیے راحت پھوپھو انکی فیملی پھر دانیہ چچی محتشم چاچو لیکن یہ کیا وہ اکیلے تھے نہ لبابہ آئی تھی نہ عریش۔۔

تھوڑی دیر میں بسمہ بیگم اور راحت پھوپھو کے ساتھ دور کی کوئی آنٹی اسکی جانب بڑھتی ہوئی دکھائی دیں تو وہ سلام کرنے اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔

سلام دعا کے بعد وہ بیٹھ گیا لیکن وہ تینوں کھڑی رہی۔"ماشاءاللہ بسمہ تمہارا بیٹا تو پہچان میں ہی نہیں آ رہا اتنا چھوٹا دیکھا تھا اسے" وہ ستائشی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"ہاں بھئی اب تو ماشاءاللہ اسکواڈرن لیڈر ہے میرا بھتیجا وقت بھی بس ایسے ہی گزر جاتا ہے اسے دیکھتی ہوں لگتا ہے بھائی صاحب کو دیکھ رہی ہوں" راحت پھوپھو شفقت سے بولتی اسکے سر پر ہاتھ پھیر رہی تھی۔

اسنے بھی پیار سے اپنی پھوپھو کا ہاتھ پکڑا "آپکی محبت ہے پھوپھو" بسمہ بیگم اور راحت پھوپھو نے اپنی نم ہوتی آنکھیں صاف کریں۔

ان آنٹی کو کوئی بلانے آ گیا تھا تو وہ چلی گئی تھیں۔ تھوڑی دیر میں دانیہ بیگم اور محتشم صاحب بھی وہی آ گئے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''بسمہ تمہارا اس کی شادی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے کیا؟ یہاں دیکھو ایک سے ایک لڑکیاں ہیں کوئی تو مل جائے گی میرے خوبرو بھتیجے کے جوڑ کی'' راحت پھوپھو کے بولنے پر جزیل نے بے چینی سے پہلو بدلہ۔

''ویسے آپا بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں بھابھی اب بہو لے ہی آئیں آپکا اکیلا پن بھی کچھ کم ہو جائے گا۔'' دانیہ بیگم بھی مسکراتے ہوئے بولیں۔

''میرا بس چلے تو میں بہو آج ہی لے آؤں لیکن آپ کے اس خوبرو بھتیجے کو کوئی لڑکی پسند آئے تب نا۔۔میں اور جویریہ تو سمجھا سمجھا کر تھک گئی ہیں اب آپ دونوں ہی سمجھا کر دیکھ لیں۔'' وہ جیسے اب واقعی تنگ آ گئی تھیں۔

''یہ میں کیا سن رہی ہو بھتیجے؟'' راحت پھوپھو نے پیار سے اس کا کان پکڑا۔

''جی اب کوئی میری پیاری پھوپھو جیسی ہو تو بات بھی ہے'' اسنے شرارت سے کہا تھا تو سب ہی ہنس دیے۔

''شریر۔۔میں دھونتی ہوں پھر اور کوئی بہانہ نہیں چلے گا اب'' وہ کہتیں دانیہ بیگم کو کسی سے ملوانے لے گئیں محتشم صاحب تو پہلے ہی اپنے کسی کزن سے ملنے چلے گئے

تھے۔

بیٹا جی بالکل ٹھیک کہتی ہیں آپ کی پھو پھو اور چچی اب آپ یہ جملہ کہنا چھوڑ دیں کہ میری شادی پی اے ایف سے ہو چکی ہے اور جہاز ہی میری دلہن ہے'' جیسے وہ کہتا تھا انہوں نے بالکل اسی کے انداز میں کہا تھا۔''کیوں کہ مجھے بطور بہو ایک فائٹر جیٹ قبول نہیں ہے'' جزیل انکی بات پر مسکرائے جا رہا تھا اور وہ کہہ کر ارد گرد کا جائزہ لینے لگیں۔

''ویسے مجھے تو یہیں ایک دو لڑکیاں اچھی لگ رہی ہیں کہو تو بات کروں؟'' جزیل نے دونوں ہاتھ جوڑ کر آگے کیے''یہ دیکھیں میرے ہاتھ اب اس ٹاپک کو یہیں ختم کریں''اب وہ بیزار سا ہونے لگا تھا۔

انہوں نے رک کر تھوڑی دیر اس کے چہرے کا جائزہ لیا''ذرا میری طرف تو دیکھو'' اور جب جزیل نے ان کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھوں میں انہیں ایک خالی پن سا محسوس ہوا۔۔''یا پھر یوں کہوں کہ جو میرے پیارے بیٹے کے دل کو بھا گئی وہ پیاری تو اس محفل میں ہی موجود نہیں ہے؟''

انکے اس طرح بولنے پر جزیل دل کھول کر ہنس دیا اور وہ ہنستے ہوئے اتنا وجیہہ لگ رہا تھا کہ بے ساختہ انہوں نے دل ہی دل میں اسکی نظر اتاری''جس کے ذکر سے ہی اسکا چہرہ

کھل اٹھا وہ آگئی تو میرے بیٹے کی زندگی بھی کھل جائے گی'' انہوں نے دل میں سوچا۔۔

''آپ کی آخری بات درست تھی میری پیاری ماں'' اسکے جواب پر بسمہ بیگم تو چونک گئیں ''جزیل میں بتا نہیں سکتی لیکن یہ تو میرے دل کا ارمان بھی تھا بس کبھی ڈائریکٹ اس لیے کہا کہ میں چاہتی تھی تم خود کسی کے لیے اپنی پسندیدگی کا اظہار کرو''

''میں جانتا ہوں'' وہ مسکرایا

''تو دیر کیسی میں آج ہی دانیہ اور محتشم سے بات کرتی ہوں'' ان سے اب انتظار نہیں ہو رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''نہیں امی ابھی نہیں شادی جیسا رشتہ جو بنتا ہی محبّت سے ہے میں اس میں زبردستی کا قائل نہیں ہوں اسکی رضامندی سے اسے اپنانا چاہتا ہوں''۔ جزیل بخلت ہی سنجیدہ ہوا۔

''تو پھر کیا مشکل ہے دانیہ پوچھ لینگی لبابہ سے'' انہوں نے جیسے حل بتایا۔

''نہیں امی چچی نے پوچھا تو وہ انھیں انکار نہیں کریگی اور میں اسکی رضامندی چاہتا ہوں ہاں می نہیں میں خود ہی کسی طرح پتا کرونگا'' جزیل کی سنجیدگی میں کوئی فرق نہیں پڑا۔

''اچھا دیکھ لو تمہارے بس کا کام ہے بھی؟ ایسا نا ہو دیر ہو جائے اور وہ پیاری کسی اور کو پیاری ہو جائے'' بسمہ اٹھتے ہوئے بول رہی تھیں۔

''ایسی نہیں ہے وہ'' جزیرل کے منہ سے بے اختیار نکلا اور پھر وہ خود ہی ہنس دیا کے جس بات سے وہ لبابہ کی سب سے زیادہ برہم رہتا تھا اسکی اسی بات کی وجہ سے وہ بے ساختہ اسکی گواہی دے گیا تھا

__ __** __** __** __** __*

رات وہ اپنی سب چیزیں رکھ کر گھڑی میں الارم سیٹ کر رہی تھی تب اسے ٹیرس کی طرف سے عریش کی باتوں کی آواز آئی۔

''یہ ابھی تک جاگ رہا ہے؟'' وہ سوچتی اٹھ کھڑی ہوئی وہاں جا کر دیکھا تو وہ جھولے پر بیٹھا فکر مندانہ انداز میں فون پر بات کر رہا تھا۔

''تم ابھی تک جاگ رہے ہو اور اس وقت کس سے بات کر رہے ہو؟'' وہ وہیں دیوار سے ٹیک لگائے ہاتھ باندھے کھڑی ہو گئی تھی۔

عریش نے موبائل ایک طرف کر کے لبابہ کو دیکھا اسکا چہرہ دیکھ کر ہی اندازہ ہو رہا تھا

کہ وہ غصّے میں ہے۔

"آپ کو اس سے مطلب ؟آپ جائیں سو جائیں جا کر"

اسکی بات پر وہ کچھ دیر وہیں کھڑی اسے دیکھتی رہی آج سے پہلے اسنے کبھی اس انداز میں اس سے بات نہیں کی تھی۔اور پھر وہ ایک لمحہ وہاں نہیں رکی اور فوراً اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔

*--** --** --** --** --**

ہم دھوپ میں مانندِ دیوار کھڑے ہیں

کچھ سایہ نشینوں سے بہر حال بڑے ہیں

سو جاؤ عزیزو کہ فصیلوں پہ ہر ایک سمت

ہم لوگ ابھی زندہ و بیدار کھڑے ہیں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رات سیاہی کی مانند شور کوٹ کی سڑکوں پر پھیلی ہوئی تھی کوئی ایک آت ہی گاڑی جاتی ہوئی دکھائی دیتی ورنہ چار سو جیسے ہو کا عالم تھا۔ سرمئی سڑکوں پر شبنم گری کرسٹل کی مانند چمکتی نظر آ رہی تھی مارچ کا آغاز تھا لیکن راتیں ابھی تک سرد تھیں ایسے میں کچھ لوگ گھروں کے اندر ہیٹر جلائے دبکے بیٹھے تھے وہیں کچھ ایسے بھی تھے جنہیں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ سرد راتیں ہوں یا تپتی دوپہر۔۔

اسی سمے بیس میں بریفنگ کے بعد وہ ایل ایس ای روم سے گیئر اپ ہو کر فلائٹ لائن کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ثوبان ہاتھ میں کاغذ لیے وردہ آرزو اور ولی کو کچھ چیزیں سمجھا رہا تھا۔

آج ان چاروں کی نائٹ فلائٹ تھی۔ انکے لیے اپنی یہ ڈیوٹی دن کا سکون ہو یا رات کی نیند سردی ہو یا گرمی ان سارے احساسات سے بالاتر تھی۔

"گڈ لک آرزو اینڈ وردہ" ثوبان نے دونوں کی طرف باری باری دیکھتے ہوئے کہا پھر وہ آرزو کی طرف مڑا "آج آپ کی یہاں پہلی نائٹ فلائٹ ہے امید ہے یہ بھی آپ زیرو ایرر کے ساتھ کر لیں گی بیسٹ آف لک" ثوبان اپنے پروفیشنل انداز میں بولتا آگے بڑھ گیا آرزو نے سر کے خم سے شکریہ ادا کیا ولی بھی ان دونوں کو تھمز اپ کرتا پین کی

طرف بڑھ گیا۔

وہ دونوں پین کی جانب بڑھ رہی تھیں تب آسمان کی طرف دیکھتی آرزو ایک دم بولی۔ ”پتا ہے وردہ جب بھی میں وہاں“ اسنے اوپر بادلوں کی طرف اشارہ کیا ”اڑان پھرتے پرندوں کو دیکھا کرتی تھی دل میں ایک عجیب سا رشک محسوس کرتی تھی کہ دیکھو ان کی کوئی حد مقرر نہیں ہے یہ اپنی مرضی سے جہاں چاہیں اڑتے پھرتے ہیں“

وہ بولتے بولتے رکی چہرے پر پھیکی سی مسکان تھی۔ ”لیکن آج جب میں خود اڑان بھرنے کے قابل ہوئی تب جانا کہ ہر شے کی حد متعین ہے اور شاید یہ ہی قدرت کا اصول بھی ہے“

وردہ نے اس لمحے اسکی آنکھوں میں ایک جنون سا دیکھا تھا۔ لیکن شاید آرزو وہ بیان کرنا چاہتی نہیں تھی۔ وردہ اثبات میں سر ہلاتی گویا ہوئی ”ہاں آرزو وہ لمٹس limits شاید ضروری بھی ہوتی ہیں اس لیے never go beyond (آگے نہیں جانا)۔

آرزو نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا یہ وردہ پین کی طرف بڑھ گئی تھی آرزو وہیں کھڑی رہی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

once we accept our limits we go beyond them

(اپنی حدود کو قبول کرنے کے بعد ہم ان سے آگے نکل جاتے ہیں)"البرٹ آئن سٹائن کا جملہ دھوراتے ہوئے ایک دلکش سی مسکراہٹ تھی اسکے چہرے پر اسنے پین میں جانے سے پہلے پھر آسمان کی طرف دیکھا۔

ان فضاؤں سے آگے

آسمانوں سے آگے

کہکشائوں سے آگے

ہم کو جانا ہے کہیں

نیلگوں آسمان

سرمئی بدلیاں

بازوئوں میں بھری شوق کی بجلیاں

وہ نائٹ اسٹائنک ایگل اسکواڈ سے تھے انہیں رات کی فلائٹ کے لیے اسپیشل ٹرین کیا

تھا۔

انکے پاس زیادہ تر mirage-5 تھے جو نائٹ فلائٹ کے لیے اپ گریٹ تھے۔

یہ طیارہ 1950 میں بنایا گیا آج بھی بہت سی ایئر فورسز اسے اپ گریڈ کر کے استعمال کر رہی ہیں۔ mirage کے مطلب سیر اب کے ہیں۔ مطلب جب آپ صحرا میں بھٹک جاتے ہیں تب آپکو سیر اب کا گمان گزرتا ہے۔ لیکن قریب جانے پر احساس ہوتا ہے کہ وہ فقط آنکھوں کا دھوکہ تھا وہ شیشے اور پانی سی چمکیتی چیز کا در حقیقت کوئی وجود ہی نہیں تھا۔

اور اسی طرح میراج طیارہ بھی ہے جو آپ کو دیکھے گا تو لیکن آپ اسے پکڑ نہیں سکتے اسی لیے 50's کی یہ ایجاد ابھی تک چل رہی ہے۔

رنوے کے گرد جلتی دھیمی دھیمی لائٹ کے بیچ انکے جیٹ دیکھائی دے رہے تھے۔ ان سب نے بھی جیٹ کی فارمیشن لائٹ جلائی کر و چیف نے اشارہ کیا تو آگے پیچھے انکے جیٹ رنوے پر پوری رفتار سے جاتے گئے۔ ایک بار پھر ماحول میں انکی گرج گونج رہی تھی۔

ثوبان نے فارمیشن لائٹ کے اشارے سے اوکے کہتے ہی ٹیک اوف کر لیا اسکے پیچھے وہ تینوں بھی ٹیک اوف کر چکے تھے۔

ثوبان کا جیٹ آگے تھا اسکے ایک طرف وردہ دوسری طرف آرزو اور اسکے جیٹ کے پیچھے ولی کا جیٹ تھا۔ وہ ڈائمنڈ شیپ فارمیشن فلائی کر رہے تھے۔

انکے جیٹ ایک ساتھ اسی شیپ میں اوپر کی طرف جاتے رہے بادلوں کی تہہ سے گزرتے وہ اب خلا میں تھے اوپر دیکھنے پر ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے سیاہ چادر پر ستاروں کی مالا پرو دی گئی ہو حدِ نگاہ تک تاروں کی ٹمٹماہٹ پھیلی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ روشنی بکھیرتا وہ چاند بھی جیسے ماہِ کامل کا پتا دے رہا تھا۔ اسکی روشنی سے وہ ایک دوسرے کے کاکپٹ کو بھی باآسانی دیکھ سکتے تھے انکے جیٹ بھی کہکشاں کے اس رقص کناں تاروں کا ہی حصّہ معلوم ہو رہے تھے۔

آرزو کو چاند کی وہ ٹھنڈک دل میں اترتی محسوس ہو رہی تھی۔ اسنے بادلوں سے نیچے دیکھا جہاں اسٹریٹس چھوٹی مگر شاہراہیں ان سے چمکتی نظر آ رہی تھیں۔

یہ ہوا کا سفر

ہر طرف ہے نظر

دور کی پاس کی

مجھ کو ہے سب خبر

جو جگہیں انہیں کور کرنی تھیں وہ ساتھ میپ پر نظر ڈالتے آپس میں بھی ڈسکس کرتے کنٹرول روم سے رابطے میں بھی تھے۔

''مجھے نائٹ فلائٹ اسی لیے پسند ہے ایسا لگتا ہے جیسے ہم دو آسمانوں کے بیچ میں ہوں ایک اوپر ستاروں سے لیز چمکتا اوفق اور دوسری یہ زمین برقی قمقموں سے روشن''

ثوبان اس آنکھوں کو چندھیاتے منظر کے زیر اثر بول رہا تھا۔

''سر یسلی چلو پھر لو فلائی'' ولی کے کہنے پر وہ اسی فارمیشن میں تھوڑا نیچے آ ئے۔

جہاں دریائے چناب دلفروز منظر پیش کر رہا تھا۔ بادلوں کے پسِ پشت جھلکتی چاندنی ایک زاویے سے جب دریا پر پڑ رہی تو ایک چمک سی دیکھنے والوں کو اپنے سحر میں جکڑ رہی تھی۔ چناب کا لفظ ہی چنا مطلب چاند اور آب مطلب پانی سے مل کر بنا ہے۔ وہ بلاشبہ بہت پر کشش تھا۔

''وہ ملاح نظر آرہا ہے تم لوگوں کو؟'' ولی نے تھوڑے فاصلے پر کشتی بان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

''جناب یہ عقابی نظریں ہیں دریا میں موجود مچھلیاں بھی گن کر بتادیں ہم آپ کو؟'' ثوبان مسکراتے ہوئے بولا۔

اسکی بات پر وہ دونوں بھی ہنس دیں۔

''یہ تھوڑا زیادہ نہیں ہوگیا؟'' ولی سنجیدہ سا بولا۔ وہ تھوڑا آگے بڑھے وہاں اب پہاڑی سلسلہ شروع ہوچکا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ بادلوں نے اس اونچے نیچے پہاڑ کو ڈھانپ رکھا ہو جیسے ہر طرف دھند سی تھی۔

وہ دھند اس قدر تھی کہ مشکل سے ہی چاندنی ان پہاڑوں پر پڑ رہی تھی جس کی وجہ سے منظر دھندلہ دھندلہ سا تھا۔ وہ سرسبز پہاڑ جہاں بھر کی ویرانی سمیٹے ہوئے تھے۔

خود ہی مڑتی ہوئی شوق پکڈنڈیاں

گیت گاتی ہوئی یہ حسین ندیاں

پانیوں میں لہر کپکپائے کہیں

جنگلوں میں ہوا سر سرائے کہیں

راہ جائے کہیں، دل بلائے کہیں

“”?can we do some manoeuvring

(کیا ہم کچھ تدبر (انر لوپ اور رول وغیرہ) کر سکتے ہیں؟) آرزو نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”اس وقت؟“ وردہ کی آواز فوراً ابھری۔

”اوکے لیٹس ڈو barrel roll“ ثوبان نے دیکھا پہاڑوں کے بعد میدان تھا۔

”سیر یسلی؟“ ولی نے حیرت سے کہا۔

پہاڑ ختم ہو گئے تھے ثوبان نے کمانڈ دی تو وہ سب ایک رفتار سے جیٹ رول کرتے کرتے بادلوں سے اوپر لے گئے اور اوپر جاتے ہی اسی رفتار میں رول کرتے ہوئے واپس لے آئے۔

”نائٹ فلائٹ میں barrel roll بہت انجوائے کیا“ وردہ کی آواز میں خوش گواری

تھی۔

"وقعی" آرزو اور ثوبان نے ساتھ کہا۔

"کریزی" ولی نے ہنستے ہوئے کہا۔

ان فضاؤں سے آگے

آسمانوں سے آگے

چاند تاروں سے آگے

ساری راہوں سے آگے

لینڈنگ کے بعد وہ ایک بار پھر اپنے اپنے جیٹ کا معائنہ کرنے مصروف تھے۔ جیٹ کو پین میں رکھ کر اسکے انٹیک وغیرہ میں فوم رکھ دیے جاتے تھے کہ کوئی چیز انجن میں نہ چلی جائے۔

وہ فارغ ہو کر فلائٹ لائن کی طرف آئے تو ساتھ کریو چیف اور ایئر مین بھی تھے۔ ان میں سے ایک ان چاروں سے مخاطب ہوا۔ "آدھی رات میں محو پرواز ہو کر اس طرح فضائوں کی گشت کرنا مشکل نہیں لگتا؟" وہ وقعی فکر مندی سے پوچھ رہا تھا۔

ولی نے مسکراتے ہوئے اسکے کندے پر ہاتھ رکھا "فلائنگ تو ایک جنون ہے جس کے لیے ہمیں خود کو تیار نہیں کرنا پڑتا بلکہ وہ جنون ہمیں اندر سے اکساتا ہے کسی بھی وقت بس جیٹ میں بیٹھ کر ہوا میں اڑنے کے لیے۔"

اسکے جواب پر وہ ایئر مین بھی مسکرایا "آپ سب ہمارا فخر ہیں"

ہاتھ باندھے کھڑا ثوبان آگے آیا "لیکن صرف ہم تو نہیں ہیں جورات کے اس پہر صرف اس لیے جاگ رہے ہیں کہ ہمارے لوگ امن امانی سے سو سکیں ہمارے ساتھ تو اور بھی کوئی ہے جن کے بغیر یہ سب کرنا نہ ممکن سا تھا" وہ رکا اور کچھ دیر کے توقف پھر بولا "ہمارا ایئر ڈیفنس کا عملہ اور۔۔اور آپ سب" اسکی بات پر سب نے متبسم انداز میں ایک دوسرے کی شکل دیکھی۔

"بالکل آپ سب کی وجہ ہی سے ہم اپنے جیٹ میں اعتماد سے بیٹھتے ہیں کہ اسے آپ اچھی طرح مینٹین کر چکے ہیں" وردہ بھی اگے بڑھ کر بولی۔

آرزو بھی اسکے پاس آئی "آپ سب جو جیٹ پر اتنی محنت کرتے ہیں اسے صرف اڑنے کے نہیں بلکہ اس قابل بھی بناتے ہیں کہ وقت پڑنے پر وہ حملہ آور ہونے کے لیے بالکل تیار ہو"

''اگر یہ سب صرف ہم پر انحصار کرتا ہوتا تو یہ جو لفظ ایئر فورس ہے نا یہاں لفظ پائلٹ کا ہوتا فورس کا نہیں۔ لیکن کیوں کہ یہاں ہم سب مل کر کام کر رہے ہیں ایک فورس بن کر ہمارے ساتھ ساتھ آپ سب بھی اپنی ڈیوٹی بھرپور طریقے سے سرانجام دے رہے ہیں اور اسی لیے پاکستان ایئر فورس کا شمار دنیا بھر کی بہترین ایئر فورسز میں کیا جاتا ہےsecond to none''ثوبان نے بولتے کے ساتھ ان سب کو سلیوٹ کیا ساتھ ولی آرزو ورده نے بھی سلیوٹ کیا۔

ایئر مین اور کریو چیف نے بھی نم ہوتی آنکھوں سے جوابی سلیوٹ کیا۔

____**__**__**__**__**

محتشم ہاؤس میں صبح معمول کے مطابق ہوئی تھی دانیہ بیگم فاطمہ اور اسکی ماں کے ساتھ جلدی جلدی ناشتہ تیار کر کے ٹیبل پر رکھ رہیں تھیں۔ پورا گھر گرم گرم پراٹھوں کی خوشبوئوں سے مہک رہا تھا۔

محتشم صاحب ٹیبل پر بیٹھے اخبار کا مطالعہ کرنے میں مصروف تھے عریش بھی آکر بیٹھا تو دونوں باپ بیٹھا کسی موضوع پر بات کرنے میں مصروف ہو گئے۔

جب وہ نیچے آئی تو ٹیبل پر ناشتہ لگ چکا تھا۔ ”مما میں چلتی ہوں کینٹین سے کچھ کھالونگی آج مشی کے ساتھ کچھ چیزیں ڈسکس کرنی ہیں“ اسنے دانیہ بیگم کے قریب جا کر کہا چہرہ اسکا اترا ہوا تھا وہ اسے دیکھ کر ہی سمجھ گئیں تھیں کہ کوئی بات ضرور ہے۔

”اچھا یہ راستے میں کھالینا“ انہوں نے سیب اسکی طرف بڑھایا جسے لے کر وہ فوراً پورچ کی طرف بڑھ گئی جہاں ڈرائیور تیار کھڑا تھا۔

اسکے جانے کے بعد جب دانیہ بیگم ناشتہ کرنے بیٹھیں تو انہوں نے عریش کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ ”کوئی بات ہوئی ہے تمہاری لبابہ سے؟“

نوالہ لیتا اسکا ہاتھ رکا ”ایسی تو کوئی نہیں“ وہ بے چارگی سے بول رہا تھا اسے خود بھی اپنے رات کے رویے پر شرمندگی تھی۔

”مطلب کوئی نا کوئی بات تو ہوئی ہے اب بیٹا جی آپ لنچ ٹائم میں اسکے لیے لنچ لے جانا“ محتشم صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا جانتے تو وہ بھی تھے کہ یہ دونوں ایک دوسرے ناراض بھی نہیں رہ سکتے۔ عریش کچھ سوچتا اثبات میں سر ہلا کر رہ گیا۔

*__** __** __** __** __** __**

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج انکی فیمیل وارڈ میں ڈیوٹی تھی۔وہ وارڈ میں بنے کاؤنٹر کے سامنے کھڑی کسی فائل کو ترتیب دے تھی اس کے سامنے کاؤنٹر پر موجود نرس اپنے کاموں میں مصروف تھی۔

تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بیڈ لگے ہوئے تھے۔دوپہر کا وقت تھا ڈاکٹر راؤنڈ پر تھے۔ مشی کسی سینئر ڈاکٹر کے ساتھ مریض کو وزٹ کر رہی تھی کہ وہ کاؤنٹر سے تھوڑے فاصلے پر موجود بیڈ کی طرف آئی جہاں کوئی نئی مریضہ آئی تھی۔

"آپ انکی ہسٹری لیں پھر مجھے رپورٹ کریئے گا" وہ سینئر ڈاکٹر اس مریضہ کا سرسری سا حال احوال پوچھتے آگے بڑھ گئے اور مشی اس سے ہسٹری لینے لگی۔ہسٹری لینا بھی فن (مطلب ہنر انگریزی والا fun نہیں) تھا۔

ہسٹری کا فارم فل کرنے کے لیے اتنے سوالات کرنے ہوتے تھے کہ مریض بھی تنگ ہو کر یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا یہ سوال تو کیا ہی نہیں کہ جب وہ پیدا ہونے کے بعد پہلی بار رویا تھا تب کیسا محسوس ہوا تھا۔

مطلب اس قدر کے کوئی اسکی زندگی میں ہوئے صحت کے مصلوں کے بارے سوالات ہوتے اور بازاوقات تو مریض اتنا زچ ہو جاتا کہ وہ ہسٹری لینے والے سے کچھ

کہتا اور جب ڈاکٹر آتے ان سے کچھ اور پھر تو بیچارے اسکی شامت آتی جس نے پہلے ہسٹری لی تھی۔

اس وقت مشی بھی بیٹھی اطمینان سے مریضہ سے سوالات کرنے میں مصروف تھی۔ اور نہ چاہتے ہوئے بھی فائل پر ہاتھ چلاتی لبابہ کے کان اسی طرف لگے ہوئے تھے۔

''آپ کے کتنے بچے ہیں؟'' مشی اس سے اطمینان سے پوچھتی جواب کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ لڑکی پہلے اسکی شکل دیکھتی رہی پھر نفی میں سر ہلا کر بولی ''نہیں ہیں''

وہ آگے کچھ بولتی کہ لبابہ کی آواز پر اسکی طرف مڑی ''اسکیوز می'' لبابہ بولتی اسکا ہاتھ پکڑتی اسے کاؤنٹر کے پاس لے آئی۔۔

''یہ کیا ہے؟ تمھیں دیکھ نہیں رہا میں مصروف تھیں'' وہ چڑ کر بولی۔۔

''ایک بات تو بتاؤ یہ جو تم اس سے بچوں کا پوچھ رہی تھیں تو کیا تم نے اس سے یہ پوچھا کہ وہ شادی شدہ ہے بھی یا نہیں'' وہ اپنی فائل پر جھکی جھکی ہی بول رہی تھی۔

''نہیں'' مشی جیسے سن ہو گئی تھی وہ پلٹ کر اس لڑکی کو دیکھنے لگی کہ لبابہ نے اسکے ہاتھ

پر اپنا ہاتھ رکھا" پلٹ کر نہیں دیکھنا وہ یہیں دیکھ رہی ہے"لبابہ کو اس لڑکی کو دیکھ کر ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ شادی شدہ نہیں ہے۔ لیکن سوالات فل بھی کرنے تھے ہسٹری لینا واقعی ایک فن تھا۔

"میرے خیال میں تم پہلے سوالات کو ترتیب دینا سیکھ لو"لبابہ ہنسی دبائے بول رہی تھی۔

"ہو جاتی ہے غلطی سب سے ہی تمہارا وقت بھی آئے گا" وہ ناراضگی سے بولتی واپس اس مریضہ کی طرف بڑھ گئی۔

اسے جاتے دیکھ کر لبابہ نے سر جھٹکا اور اپنے لیب کوٹ کی جیب سے موبائل نکال کر دیکھا جہاں میسج آیا ہوا تھا اس نے موبائل کی اسکرین پر جگمگاتا نمبر دیکھا اس کی آبرو تنیں وہ ہمیشہ اس کا نمبر دیکھ کر ہی میسج ڈلیٹ کر دیا کرتی تھی لیکن ابھی اس نے میسج کھولا۔

"آئی ایم سوری آئندہ میں آپ کو تنگ نہیں کروں گا"لبابہ کو حیرت ہوئی اس نے ایک نظر مشی کو دیکھا۔ "کیا مشی نے اپنے بھائی کو سمجھایا ہے۔ لیکن میں نے تو اس سے ایسا کچھ نہیں کہا تھا تو پھر؟ خیر جو بھی ہے یہ چیپٹر تو کلوز ہوا"

وہ شکر کرتی واپس اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ عریش کا فون آیا "میں باہر ہوں آجائیں"

وہ کال سنتے ہی فوراً بھاگتی ہوئی گئی وہ باہر کے زینے کے پاس کھڑا تھا وہ جلدی جلدی سے سیڑیاں اترتی اسکے پاس پہنچی "تم اس وقت یہاں ؟"

وہ مسکرایا "آپ صبح میری وجہ سے ناشتہ کیئے بنا گئی تھیں نا؟ میں یہ لنچ لے کر آیا ہوں اور ہاں رات کے لیے سوری" وہ اسکے ہاتھ میں لنچ باکس پکڑاتا پلٹا

"یہ آج سب مجھ سے سوری کیوں کر رہے ہیں؟" اپنی سوچوں کے بیچ اسے ایک خیال سا آیا۔

"سنو عریش" اسکی آواز پر وہ اسکی جانب مڑا

"تم نے۔۔ کہیں تم نے مشی کے بھائی کو تو۔۔؟" اسکا اتنا کہنا ہی تھا کہ عریش اثبات میں سر ہلایا "آئندہ وہ آپ کو تنگ نہیں کرے گا"

لبابہ کو اسکی اِس بات پر بہت پیار آیا اسنے اسکے گالوں پر چٹکی بھری باقی کیا ہوا تھا کیسے یہ سب پوچھنا اس نے شام کے لیے چھوڑ دیا۔ وہ چلا گیا تھا اور وہ نم انکھوں سے اسے جاتا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیکھتی رہی کب اسکا بھائی اتنا بڑا ہوا کہ اسکا اس طرح خیال رکھنے لگا اس کا اندازہ بھی اسے نہیں ہو سکا تھا۔

----** --** --** --** --** --**

وہ ابھی ابھی جہاں آرا کے گھر سے آئی تھی۔ سر فصیح کو اسکے دکھائے ہوئے سیمپل پسند آ گئے تھے انہوں نے آرڈر بھی دے دیا تھا۔

شروع شروع میں جہاں آرا پریشان ہو رہی تھیں کہ کس طرح اتنے کم وقت میں یہ آرڈر تیار ہو نگے لیکن پھر انکے پاس کام کرنے والی لڑکیوں اور خود زمل نے بھی انہیں یقین دلایا کہ وہ سب محنت سے کرینگی تو جلد سے جلد آرڈر تیار ہو جائے گا۔

اور اب اس کا روٹین یہ تھا کہ وہ انسٹی ٹیوٹ کے بعد جہاں آرا کے گھر جاتی اور پھر اپنے گھر آتی۔

"کیوں تھکا رہی ہوں خود کو اتنا؟" وہ صحن میں رکھی کرسی پر بیٹھی تھی جب اس کی امی نے اس کو پانی دیتے ہوئے پوچھا۔ صحن کھلا ہونے کی وجہ سے اوپر آسمان صاف واضح تھا آج بادل نہیں تھے افق پر ستارے ٹمٹماتے نظر آ رہے تھے۔

اسنے ایک نظر آسمان کی طرف دیکھا دل میں رمق سی جاگی۔

اس کا ہاتھ گلاس پر مضبوط ہوا "امی اس میں خود کو تھکانا کیسا؟ محنت تو آخر کرنی ہی ہے نا؟ میں چاہتی ہوں کہ آپ سب کے لیے آسانیاں لاسکوں اور پھر جہاں آرا آنٹی کے پاس بھی تو اتنے وقت سے کوئی بھی آرڈر نہیں آرہا تھا۔ انکا بھی بھلا ہو جائے گا اور پھر میں اکیلی تو نہیں کر رہی باقی لڑکیاں بھی تو ہیں"

اس کی بات پر وہ سر ہلاتی پیار سے اسے دیکھتیں اندر چلی گئیں۔ ابھی کچھ دیر گزری ہی تھی کہ پلوشہ اس کے سامنے آکر منہ پھلائے بیٹھی۔

"کیا بات ہے آج ہماری شور مچاتی سب کی ناک میں دم کرتی پللوں کو کیا ہوا یہ منہ کیو انتا پھولا رکھا ہے؟" وہ ایک ہاتھ سے اپنے بال سمیٹ کر جوڑا بناتی اسے شرارت سے دیکھتی بول رہی تھی۔

پہلے تو پلوشہ اسے ٹیڑھی نظروں سے دیکھنے لگی پھر خفا انداز میں بولی۔ "پہلی بات یہ پللو کہنا چھوڑ دیں پلیز اور دوسری بات کالج سے واپس پر آج میں نے انہیں دیکھا گاڑی سے اتر کر کسی لڑکی کے ساتھ آئس کریم شاپ پر جاتے ہوئے"

''کیسے؟''زمل کے دل کو خدشات ستانے لگے تھے۔

''ظفر بھائی اور کون؟''اسنے افسوس سے سر جھکتے ہوئے کہا۔

وہ جو گلاس ٹیبل پر رکھ چکی تھی اس نے پھر سے اسے تھاما اور خود پر قابو رکھتے ہوئے بولی ''تو ہو سکتا ہے کہ کسی کام سے ساتھ ہوں وہ دونوں اس میں ایسی کون سی بات ہے؟''

پلوشہ اسے حیرت سے دیکھے جا رہی تھی۔آپی انہیں کس طرح کا کام ہو سکتا ہے؟''

''کسی بھی طرح کا ہو سکتا ہے پللو۔۔آخر مجھے بھی تو باہر نکلنا پڑتا ہے اتنے طرح کے لوگوں سے سامنا ہوتا ہے۔''اب کے وہ ذرا سنبھل کر بولی تھی۔

''آپی آپ کی بات الگ ہے۔۔''وہ آگے بھی کچھ بولنے لگی تھی کہ زمل کی بات پر چپ ہوئی۔

''میری بات الگ ہے؟لڑکیوں کی باتیں کب سے الگ ہونے لگ گئیں الگ تو صرف لڑکوں کی باتیں ہوتی ہیں''اسنے تلخی سے سر جھٹکا''اور ہاں تم پڑھائی پر توجہ دو نوی میں بھی تمہارے اتنے کوئی اچھے نمبر نہیں آئے تھے دسوی میں محنت کرو ورنہ مجھ سے نہیں کہنا کہ پرائیویٹ کالج میں جانا ہے اور اگر جانا ہو تو ٹیوشن پر توجہ دو اور خود جمع کر

کے رکھو پیسے" وہ سپاٹ انداز میں بولتی اندر چلی گئی اور پلوشہ اسے دیکھتی رہ گئی لیکن اس نے پکا ارادہ کر لیا تھا اب زمل سے کوئی بات نہ کرنے کا۔

----*---*---*

آج وہ آتے ہی فریش ہو کر اسے شوپنگ پر لے آیا تھا۔ شام کا وقت تھا موسم میں خنکی تھی وہ گرم شال کندے پر ڈالے اسکے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل رہی تھی۔ جو اسے ہمیشہ ہی اچھا لگتا تھا۔

انکی شادی کو ابھی وقت ہی کتنا ہوا تھا اور ولی مصروفیت کی وجہ سے اسے زیادہ وقت نہیں دے پاتا تھا اس بات کا احساس خود اسے بھی تھا اس لیے جب موقع ملتا وہ اسے گھومانے لے جاتا۔

"ہاں تو بیگم صاحبہ اپنی شاپنگ کی لسٹ ایک بار سہی سے دیکھ لیجے گا کچھ رہ نہ جائے" وہ ایک دکان سے دوسری میں جا رہے تھے تب ولی نے ہاتھ میں لیے شوپر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

ہر طرف گہما گہمی تھی عورتیں بچوں کا ہاتھ پکڑے دکانوں سے باہر نکلتی نظر آ رہی

تھیں کہیں مرد حضرات آپس میں بات کرتے ہوئے جاتے نظر آرہے تھے۔

وہ فوٹ پاتھ پر چل رہے تھے اور روڈ پر معمول کے حساب سے ٹرافک تھا۔رومیسہ کو اسی طرح کے شور والی جگہیں پسند تھیں شاید ایسی جگہوں پر اسے اپنے اندر کا شور دبتا محسوس ہوتا تھا۔اور ولی اس کو زیادہ تر وہ جگہیں پسند تھیں جہاں کم سے کم لوگ ہوں سکون ہو اور وہ دونوں آرام سے ایک دوسرے کی باتوں کو سن سکیں سمجھ سکیں اسے رش زیادہ پسند نہیں تھا۔

''اچھا تو آپ کہنا چاہ رہے ہیں کہ میں بہت زیادہ شاپنگ کرتی ہوں؟'' پاس سے گزرتے چھوٹے سے بچے کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ شکایتی انداز میں بولی تھی۔وہ بچہ منہ بگاڑتا ہوا گیا۔

''اب تم میری بات کو کوئی اور ہی رخ دے رہی ہو میں تو صرف پوچھ رہا ہوں جبکہ تابعداری سے پوچھ رہا ہوں۔۔اور ویسے لگتا ہے کہ تم ابھی تک بڑی نہیں ہوئی'' وہ اسکی بچے کو تنگ کرنے والی حرکت کو دیکھتے ہوئے بول رہا تھا۔

''ہم مجھے بچوں کو تنگ کرنے میں نا بہت مزہ آتا ہے۔'' وہ چہک کر بولی۔''اچھا ایک بات پوچھوں؟'' وہ چلتے چلتے ایک دم رکی تھی۔

''چلتے چلتے پوچھ لو رکنے کی کیا ضرورت ہے؟'' وہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگا۔

وہ ایک دم سنجیدہ ہوئی ''ولی اگر مجھ سے کبھی کوئی غلطی ہو گئی تو آپ کیا کریں گے؟''

اس کی بات پر وہ ہنسنے لگا ''میں اتنی سنجیدہ بات کر رہی ہوں اور آپ ہنس رہے ہیں'' وہ خفا ہوئی۔

وہ چلتا اس کے پاس آیا ''میں تو اس لیے ہنس رہا ہوں کہ جس کے میں سو خون معاف کر سکتا ہوں وہ ایک غلطی کا پوچھ رہی ہے۔''

اس کی بات پر رومیسہ نے نظریں جھکا دیں اور وہ ہاتھ باندھے دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا۔

''تو بس اگر کوئی غلطی ہو بھی جائے تو تم آ کر مجھے بلا جھجک بتا دینا میرا وعدہ رہا کہ میں کچھ نہیں کہوں گا''

وہ التفات سے بول رہا تھا۔ رومیسہ نے اعتماد سے اسے دیکھا۔

''لیکن چھپانا یا جھوٹ نہیں بولنا کیونکہ غلطی کی معافی ہے مگر دھوکے کی نہیں'' اس بار وہ سنجیدہ ہوا تھا۔ رومیسہ تھوڑی دیر کے لیے اسکے تاثرات دیکھنے کے لیے رکی پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔ دونوں پھر چلنا شروع ہو گئے تھے۔

''تو پھر بتاؤ کیا بات ہے ایسی کون سی غلطی ہو گئی میری پیاری بیگم سے؟''اسنے سامنے دیکھتے دیکھتے ہی پوچھا۔

''اوہو بس ایسے ہی پوچھ رہی تھی''رومیسہ چلتے چلتے دکانوں میں باہر سے کپڑے دیکھنے لگی تھی۔

ولی نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسکا رخ اپنی جانب کیا''یہ نگاہیں عام نہیں ہے جن سے کچھ چھپ سکے تو پلیز بتاؤ کیا بات ہے؟''وہ اب سنجیدہ سنجیدہ لگ رہا تھا۔

''وہ۔۔وہ۔۔وہ آپ کی پسندیدہ شرٹ تھی نہ مجھ سے جل گئی وہ''رومیسہ سہم سہم کر بول رہی تھی۔اسکے چپ ہوتے ہی ولی اسے دیکھتا رہا پھر اسکا قہقہ فضا میں بلند ہوا۔۔

''بس اتنی سی بات پر اتنا ڈر گئی؟بے وقوف''وہ بول کر اسے دکان میں لے گیا جہاں اسے سوٹ پسند آرہا تھا۔

*--** --** --** --** --** --**

رات وہ چھت کی منڈیر پر کھڑی باہر دیکھ رہی تھی جب وہ پاس آکر کھڑا ہوا اور اسکی جانب کافی بڑھائی۔۔

''شکریہ۔۔آپ کے ہاتھ کی کافی کا تو کوئی مقابلہ ہی نہیں'' رومیسہ نے مسکراتے ہوئے کپ تھاما۔۔

''مجھے کافی سے زیادہ کافی پارٹنر پسند ہے پہلے یہ تنہائیاں تھیں میری ساتھی تب یہ کافی بھی بدمزہ لگتی تھی اوراب تم ہو تو یہ ہی کافی دل کو بھاتی ہے'' وہ نیچے ویران ہوتی سڑکوں کو دیکھتا کپ لبوں سے لگائے بولا تھا۔

رومیسہ کچھ دیر اسکی شکل دیکھتی رہی۔ ''کیسے کر لیتے ہیں اتنی مشکل باتیں؟''

''جیسے تم اتنی سی بات پر اتنا پریشان ہو گئی تھی۔ مطلب واقعی؟ کوئی ایک شرٹ کے جلنے پر یہ کیسے پوچھ سکتا ہے کہ اسکی غلطیاں معاف ہو بھی سکتی ہیں یا نہیں'' وہ ہنستے ہوئے تمسخر آمیز انداز میں بولا تھا۔

''ہاہاہا آپ کی سوئی ابھی تک وہیں اٹکی ہوئی ہے؟ دیکھیں مجھے جب پتا چلا تھا کہ اپ ایئر فورس میں ہیں تو میں بہت ڈر گئی تھی کہ پتا نہیں آپ کتنے اصول پسند اور سخت مزاج ہونگے ہماری آپس میں کیسے بنے گی؟'' بولتے بولتے اسنے کافی کا گھونٹ بھرا۔

ولی اسے پوری توجہ سے سن رہا تھا۔

"لیکن ایسا نہیں تھا اصول پسند بے شک آپ بہت ہیں ہاں تھوڑے معاملوں تھوڑے سے اکڑو بھی ہیں" وہ اسے دیکھتی شرارت سے بول رہی تھی۔ "لیکن دل آپ کا میرے جیسا معصوم پیارا سا"۔

وہ اسکی باتوں پر مسکراہٹ دبائے سر ہلا رہا تھا۔ "بہت بہت شکریہ آپ کا کہ آپ کو کچھ اچھا بھی لگا۔"

"بس اسی لیے میں سوچ میں پڑ گئی تھی کہ آپ ڈانٹے ناں"۔

انہیں اکثر باتیں کرتے ہوئے وقت کے گزرنے کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ ولی زیادہ تر اسے سننا پسند کرتا تھا اسے اچھا لگتا تھا اسکا نون اسٹاپ بولنا۔

*__** ___** ___** ___** ___**

وہ ٹیرس کے سامنے آیا تو وہ اسے وہیں جھولے پر ہاتھوں میں کتاب لیے بیٹھی نظر آ گئی۔ وہ سامنے رکھی کرسی پہ بیٹھ گیا لبابہ بھی اسے دیکھ کر پاس رکھی کرسی پہ بیٹھ گئی۔

"ہاں تو اب بتاؤ یہ کیا ماجرا تھا؟ تمھیں کیسے پتا لگا مشی کے بھائی کے بارے میں؟ اور تم نے ایسا کیا کر دیا کہ اسنے فوراً معافی مانگ لی ورنہ میرے دھمکانے سے بھی وہ باز نہیں

آرہا تھا۔" لبابہ اسے غور سے دیکھتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔

"پہلے تو آپ پرومیس کریں کہ غصّہ نہیں کریں گی؟" وہ ہاتھ باندھے اسے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"غصّے والی بات ہوئی تو سوچنا پڑے گا" اسنے کندے اچکائے اور ریلنگ سے ٹیک لگا کر نیچے دیکھنے لگی جہاں لان میں مالی پودوں کو پانی دے رہا تھا۔

"تو پھر رہنے دیں نہیں بتاتا" عریش نے بھی اطمینان سے کہا۔

"اچھا اچھا نہیں کروں گی غصّہ اب بتا بھی دو" اسنے بے صبری سے کہا۔

پہلے تو وہ گلہ صاف کرنے رکا اسکی اس حرکت سے وہ سمجھ گئی کہ کچھ عریش نے گڑبڑ کی ہے۔

"وہ کیا ہے کہ کل جب آپ اپنے کمرے میں گئی تھیں تب میں نے آپ کا موبائل دیکھا تھا جس میں مشی کے بھائی کے میسج آئے ہوئے تھے وہ بھی عجیب طرح کے"

اسنے بہت جلدی میں اپنی بات کی تھی اور لبابہ سنتے ہی فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"کیا۔۔ تم نے میرا موبائل دیکھا؟ تمہاری اتنی ہمّت کیسے ہوئی؟" اسکا بس نہیں چل رہا

تھا کہ وہ عریش کا منہ ہی نوچ ڈالے۔

"مجھے کچھ دنوں سے آپ پریشان لگیں آپ بتا ہی نہیں رہیں تھیں میں کیا کرتا" وہ لب سکیڑتا بول رہا تھا۔

"اور آپ جانتی ہیں مجھے بہت غصّہ آیا تھا میسج دیکھ کر کیوں کہ مجھے لگتا تھا کہ آپ مجھ سے سب شیئر کرتیں ہیں لیکن میں غلط تھا" اسنے منہ بنایا لبابہ واپس بیٹھ گئی۔۔

"ہر باتیں بھائیوں سے شیئر نہیں کری جاسکتیں عریش" لبابہ کو اس وقت اسکی معصومیت پر جی بھر کر پیار آیا تھا۔

"انہوں نے بھی یہ ہی کہا تھا" عریش نے سر جھٹکا

"کس نے؟" لبابہ کو خدشات ستانے لگے

"جزیل بھائی نے" اسنے چہرے پر بے تحاشا معصومیت تاری کرتے ہوئے کہا۔

"کیا؟ انکو۔۔انکو بھی تم نے بتادیا؟" وہ خدشات کی تصدیق ہوتے ہی کرنٹ کھا کر پھر کھڑی ہو گئی تھی۔

"یہ آپ بات بے بات کھڑی کیوں ہو رہی ہیں؟" اسے غصّہ آیا۔۔"بات تو سن لیں

پوری۔۔کل رات جب آپ یہاں آئی تھیں""اسنے ٹیرس اور لاؤنج کے بیچ بنے دروازے کی طرف اشارہ کیا"تب میں ان سے ہی بات کر رہا تھا۔""

--- **---** **---** **---** **---** **--*

اسنے جب سے میسج دیکھا تھا عجیب سے وسوسے اسے تنگ کرنے لگے تھے۔ لیکن وہ لبابہ سے ابھی کوئی بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھا اسے غصّہ تھا اس پر لیکن بات آخر کس سے بات کی جائے وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

کہ ایک خیال کے تحت اسنے گھڑی میں وقت دیکھا جہاں ایک بج رہے تھے "یقیناً جزیل بھائی شادی سے آکر سو گئے ہونگے لیکن میرا فون وہ لازمی سنیں گے آخر ایک وہ ہی ہیں جو اس مسلے کا حل بتا سکتے ہیں" وہ فوراً موبائل نکالتا ٹیرس پر آ گیا۔

تیسری بیل پر کال اٹھالی گئی تھی لیکن آواز سے پتا چل رہا تھا کہ وہ نیند کی وادیوں میں جا چکا تھا۔ "بولو عریش اس وقت فون گھر میں سب خیریت ہے؟" اسنے اٹھتے ہی لیمپ جلایا کر ساتھ رکھی گھڑی میں وقت دیکھا۔

"جی جی سب خیریت ہے آپ کیسے ہیں؟" وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ بات کیسے شروع کی

جائے۔

''اس وقت تم نے میری خیریت جاننے کے لیے فون کیا ہے؟''اسکی آواز میں الجھن صاف واضح تھی۔اسکے یہ چند رشتے ایسے تھے وہ ان پر چاہ کر بھی رعب نہیں جما سکتا تھا اسکا دل ان سب کے لیے ہمیشہ ہی نرم پڑ جایا کرتا تھا۔

''نہیں نہیں اصل میں بات یہ ہے کہ''اسنے خشک لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے ساری بات جزیل کے سامنے رکھ دی اب وہ اسکی رائے کا منتظر تھا۔مگر فل وقت دوسری طرف خاموشی سی تھی اور اسی وقت لبابہ اسکی آواز سن کر وہاں آگئی تھی مگر عریش کا اس سے بات کرنے کا بالکل موڈ نہیں تھا اس لیے اس نے دپٹنے والے انداز میں وہاں سے جانے کو کہا۔

''تم اُس سے اِس طرح بات کیوں کر رہے ہو؟یہ تو تم بھی جانتے ہو کہ لبابہ ایسی بالکل نہیں ہے۔اس لیے عریش اسکا ساتھ دو نہ کہ اس طرح کا رویہ رکھو غلطی جس کی ہے سزا بھی اسی کو ملنی چاہیے اب وہ رواج ختم ہو جانا چاہیے جس میں مجرم کی جگہ مظلوم کو سزا سنائی جاتی رہی ہے کیوں کہ سزا سنانے والے کی پہنچ صرف مظلوم تک ہی محدود ہو۔''

وہ یکدم ہی غصّے میں بولا تھا۔

"بات یہ ہے بھائی کہ مجھے امید تھی کہ اگر کبھی زندگی میں وہ کسی مسلے کا شکار ہونگی تو مجھے ضرور بتائیں گی جس طرح آج تک بتاتی آئیں ہیں لیکن اس بار انہوں نے مجھ سے چھپایا۔۔"اسنے افوس سے کہا۔

جزیل نے گہری سانس لی "دیکھو عریش تم اسکے بھائی ہو بہن نہیں ہر بات تو وہ تم سے شیئر نہیں کر سکتی یہ تو تم دماغ میں بیٹھالو اور نہ ہی تمھیں اسکو اپنا عادی بنانا چاہیے۔ جبکہ تمھیں تو اسکو اتنا اسٹرونگ بنانا چاہیے کہ وہ ہر مشکل کا مقابلہ خود کر سکے۔آج کی لڑکی کو اتنا اسٹرونگ تو ہونا چاہے اور یہ ہمت انہیں گھر کے مرد نہیں دیں گے تو کون دیگا؟"

اسکی بات پر وہ گہری سوچ میں پڑ گیا اور پھر دونوں آگے کا لائحہ عمل طے کرنے میں مصروف ہو گئے۔

*__** ___** __** __** __** __**

اسکی بات ختم ہوتے ہی لبابہ اسے ایسے دیکھ رہی تھی جیسے اس نے پتا نہیں اپنے کون کون سے جرم کے قصّے اسے سنائے ہوں۔

"خیر باقی تو میں بعد میں تم سے نبٹوں گی پہلے تو یہ بتاؤ کہ تم دونوں نے اس کے ساتھ ایسا کیا کیا تھا؟" وہ استفہامیہ نگاہ سے اسے دیکھ رہی تھی۔

اسکی بات پر اسنے زوردار قہقہہ لگایا "یہ ایک راز ہے جو میں تو نہیں بتا سکتا پوچھنا ہو تو جزیل بھائی سے پوچھ لیے گا"

اسکی بات پر وہ بس اسے گھورتی رہ گئی۔

_--_--**_--**_--**_--**_--*

وہ زینہ اترتی لاؤنج کی طرف بڑھ رہی تھی دل میں ایک خیال سا تھا کہ جزیل نے اتنا کچھ کیا تو ایک شکریہ کرنا تو بنتا ہے۔

لیکن اپنے موبائل سے ڈائریکٹ کال کرنا اسے مناسب نہیں لگ رہا تھا۔ اسکی نظر لاؤنج میں رکھے لینڈ لائن پر پڑی تو وہ فوراً اس کی جانب بڑھی۔

"ہاں اس سے فون کرنا مناسب رہے گا اگر تو وہ گھر میں ہوئے تو فون ضرور اٹھائیں گے میں شکریہ کر کے یہ کہہ دوں گی کہ تائی امی سے بات کرنے کے لیے فون کیا تھا۔ ہمم یہ ٹھیک رہے گا" وہ خود کو خود ہی جواب دیتی فون اٹھا چکی تھی۔

پہلی بیل پھر دوسری بیل اور اسی کے ساتھ اس کا دل بھی تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ تیسری بیل پر کال اٹھالی گئی۔ لیکن یہ کیا دوسری طرف سے تو تائی امی کی آواز سنائی دی تھی۔

''کیسی ہو بیٹا'' سلام کا جواب دے کر انہوں نے فوراً شفقت بھرے انداز میں پوچھا تھا۔

''جی تائی امی میں بالکل ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں؟'' اس نے بھی پیار سے خیریت دریافت کی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''ہاں بیٹا بس ٹھیک ہوں دل بہت اداس تھا اچھا ہوا جو تم نے فون کر لیا'' وہ رنجیدہ ہوئیں۔

''کیوں تائی امی سب خیریت تو ہے نا؟'' لبابہ نے تفکر بھرے انداز میں پوچھا۔

''ہاں بیٹا جزیل جو چلا گیا ہے اس لیے گھر بھی بے رونق لگ رہا ہے اور دل بھی اداس ہو گیا ہے اتنا تو جویریہ اور حسن کے جانے سے بھی ویرانیت نہیں لگتی جتنی اداسی اس کے جانے سے ہو جاتی ہے'' وہ متاسف سی بول رہی تھیں۔

"اوہ اچھا وہ چلے گئے لیکن جب وہ گھر آئے تھے تب تو انہوں نے بتایا تھا کہ وہ کل جائیں گے" اس کے جانے کا سن کر لبابہ کے دماغ میں اسکی آواز سی گونجی تھی۔ "جانے کے بعد آؤں یا نہیں کچھ کہہ نہیں سکتا۔" اس کے دل نے یکدم ہی جزیل کی خیریت کے لیے دعا کی تھی۔

"جانا تو اسے کل ہی تھا لیکن کیا ہے کہ 130-c (وہ جیٹ جس وہ ایک شہر سے دوسرے سفر کرتے تھے) میں کل کی کوئی سیٹ خالی نہیں تھی آج تھی تو وہ آج ہی چلا گیا۔ خیر آج نہیں تو کل جانا تو اسنے تھا تم بتاؤ کیا ہو رہا ہے؟ مصروف رہتی ہو آ نہیں سکتیں تو فون کر لیا کرو" وہ التفات سے پوچھ رہی تھی لبابہ کو بھی انکے خالی پن کا احساس ہوا وہ یہ ہی سوچنے لگی کہ واقعی فون کر لینا چاہیے لیکن دل اسکا عجیب بے چین ہو گیا تھا۔

*__** __** __** __** __**

وہ ہال نما دو کمروں پر مشتمل انسٹی ٹیوٹ کا سب سے بڑا کلاس روم تھا۔ وہ میٹنگ روم تھا لیکن ابھی وہاں سے ساری کرسیاں وغیرہ ہٹا دی گئی تھیں۔ ابھی وہ انکے زیر استعمال تھا جو فنکشن کی تیاری کر رہے تھے وہ سب اس وقت اپنی اپنی کلاس کے بعد اکھٹا ہو جاتے

تھے۔

ابھی بھی سب اپنے اپنے پروجیکٹ پر کام کرنے میں مصروف نظر آرہے تھے۔ کوئی کینوس پر رنگ بکھیرتا نظر آرہا تھا۔

توکہیں چار پانچ اسٹوڈنٹس مل کر اساتذہ کی رہنمائی میں بینر تیار کرتے نظر آرہے تھے۔

وہ سب سفید اور سنہرے رنگ کی تھیم پر کام کررہے تھے۔ وہیں کونے میں وہ کھڑی لکڑی کی ایک چکور ٹیبل کے گرد پلاسٹک کا فریم سیٹ کر رہی تھی اس کے ساتھ دو تین لڑکیاں اس کی مدد کروا رہی تھیں۔

اے سی کی خنکی کے ساتھ پینٹ وغیرہ کی خوشبو بھی پورے کمرے میں رچی ہوئی تھی۔ سب ہی پوری توجہ سے اپنے کام میں مصروف تھے۔ سوائے ایک گروہ کے کہ جو صرف ہنسی مذاک کے ارادے سے آتے کونے میں کھڑے ہو کر اپنے دوسرے کلاس فیلو کو کام کرتا دیکھ کر کوئی جملہ کس دیتے انہیں روز بول کر باہر بھیجا جاتا لیکن وہ بھی ڈھیٹ بن کر روز ہی پہنچ جاتے۔ ان میں سے ایک وہ ہی لڑکا تھا جس کا زمل نے موبائل توڑا تھا اس پر زمل کی صرف ایک نظر پڑنے کی دیری ہوتی اور وہ ایسے غائب ہو جاتا جیسے وہاں آیا ہی نہ ہو۔

فریم سیٹ کرنے کے بعد زمل نے ناپنے کے کپ رکھے جس میں اب وہ epoxy resin اور epoxy hardener کو بوتل سے نکال کر پیمائش کرنے کے بعد اچھی طرح مکس کر رہی تھی۔ایک اسنے ساتھ کھڑی لڑکی کو دیا"اسے اچھی طرح مکس کرو ببل نہیں بننا چاہیے"۔

اس نے اس طرح کے تین کپ تیار کیے سب گاہے بگاہے مڑ کر اس کام کو دلچسپی سے دیکھ رہے تھے اور اس کے ساتھ کام کرواتی لڑکیاں بھی موغوب نظر آرہی تھیں۔

اس نے ایک کپ میں سفید پینٹ ڈالا ایک میں سنہری چمک اور ایک کو ایسے ہی رہنے دیا۔

ٹیبل تو اس نے پہلے ہی صاف کر رکھی تھی لیکن اسے اب بھی تھوڑے بہت مٹی کے ذرات نظر آئے تو اس نے وہ ٹیپ چپکا کر اٹھایا تو وہ ساتھ لگے آ گئے۔

اس نے سب سے پہلے وہ کپ ٹیبل پر انڈیلا جس میں کوئی رنگ نہیں ملایا تھا اور احتیاط کے ساتھ پوپ اسٹک سے اسے سیٹ کرنا شروع کیا۔پھر ہیٹ گن سے اسے سکھایا تو وہ آب اب شیشے کی طرح دکھنے لگا تا۔

پھر اسنے ایک سنہرا بڑا سا پھول بیچ میں رکھا اور اسکے گرد گولڈ لیف کے چھوٹے چھوٹے ٹکرے کر کے رکھے وہ گولڈن فول پیپر بہت خوبصورت لگ رہا تھا پھر اسنے احتیاط کے ساتھ سفید کپ اسکے اوپر اور پھر پوری ٹیبل پر ڈالا اور اسے بھی پوپ اسٹک سے سیٹ کرنا شروع کیا۔

اسکے پاس کھڑی لڑکیوں کی حیرت سے آنکھیں کھلی ہوئی تھی۔ ”میم یہ کتنا خوبصورت لگ رہا ہے“ اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ دیکھے جائے۔

”ماشاءاللہ بولو ویسے ہی مکمل نہیں ہوا“ زمل نے فوراً ٹوکا۔

”میم آپ ہمیں کیوں نہیں سکھاتی؟ میرا مطلب ہے آپ یہاں ایڈمن کی جگہ ٹیچر کی جاب بھی کر سکتی ہیں“ اس نے پُرجوش ہوتے ہوئے کہا۔

زمل کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ ارسل جو گیٹ کھولتا ابھی اندر داخل ہوا تھا۔ سب کو ان کی طرف دیکھتے ہوئے وہ بھی آگے بڑھا دیکھنے کہ یہاں چل کیا رہا ہے۔

اسنے ایک نظر جائزہ لیا اور پھر تیوری چڑھاتے ہوئے بولا ”ٹھیک لگ رہا ہے لیکن اس میں کچھ ببل نظر آرہے ہیں کوشش کریں اسے سوکھنے سے پہلے ہی ٹھیک کر لیں۔“

وہ بولتے ہی آگے بڑھ گیا جہاں ٹیبل پر اسکا سامان رکھا تھا۔

زمل نے ایک برہم نظر اس پر ڈالی اور پھر پاس کھڑی اس لڑکی سے مخاطب ہوئی "وہ کیا ہے نا کہ ابھی میرا بی-کام تو پورا ہوا نہیں ہے۔ تو صرف ابھی میرے پاس انٹر کی ڈگری ہے اور انٹر کی ڈگری پر اتنے بڑے انسٹی ٹیوٹ میں ٹیچنگ کی جاب؟"

وہ بول کر طنزیہ مسکرائی۔

"لیکن میم آپ یہ سب ہمیں کتنی اچھی طرح سکھا سکتی ہیں"

زمل کی بات پر اس لڑکی کو بھی حیرت ہوئی تھی۔

"لیکن یہاں یہ تھوڑی دیکھا جاتا ہے کہ کس کو کتنا آتا ہے یہاں تو بس یہ دیکھا جاتا ہے کہ ڈگری یورپ یا کسی اچھی جگہ کی ہے یا نہیں چاہے اسے کچھ آتا بھی ہو یا نہیں فرق نہیں پڑتا" اس نے جان کر اتنی تیز کہا تھا کہ ارسل تک اس کی آواز آرام سے پہنچ گئی تھی تب ہی اس نے پلٹ کر دیکھا بھی تھا۔

زمل کو اس پر بہت غصہ تھا وہ اتنے دنوں سے کوئی کام نہیں کروا رہا تھا صرف آتا تھا اور کوئی نہ کوئی نقص نکال کر چلا جاتا تھا۔ اسے ایک ہی پروجیکٹ دیا گیا تھا وہ بھی اس نے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ابھی تک نہیں کیا تھا۔تو کیا فائدہ یورپ کی ایسی ڈگری کا۔(زمل کے پاس آفس کے کمپیوٹر میں سب کا ڈیٹا تھا وہ سب کے بارے میں جانتی تھی کہ کون کہاں سے آیا ہے)۔

زمل نے اس گولڈن ریزن سے بیچ میں لہر سی بنائی اور ٹیبل کے کارنر سے پلاسٹک ہٹا کر وہ گولڈن ریزن لگا یا۔

ارسل نے بڑا سا سفید بورڈ نیچے بچھایا اور سنہرے رنگ کی نیٹ کا کپڑا اس پر رکھا اور اب وہ استری سے اسے ترتیب دے رہا تھا۔وہ اپنی تھیم کے مطابق کپڑے سے بڑا سا سنہرا پھول بنا رہا تھا۔اور سب کا ہجوم اسکے گرد اکھٹا تھا۔وہ جس مہارت سے پھول کے پھنک بنا رہا تھا سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔

"سر یہ تو پہلی بار دیکھا ہے"۔پاس کھڑے لڑکے نے کہا۔

"ہاں بھئی انسان کو ہر دم کچھ نیا کرنا اور سیکھنا چاہیے یہ ریزن وغیرہ تو پرانی چیزیں ہو گئی"ارسل نے پہلی بار کسی سے اتنی خوش دلی سے بات کی تھی یا شاید وہ بھی کسی کو سنانے کے لیے کی تھی۔

زمل نے جلدی جلدی سے اپنی ٹیبل سو کھانا شروع کی اسے اب بس جانا تھا یہاں سے۔

اس کا موبائل بار بار بج رہا تھا اس نے جلدی سے موبائل اٹھا کر کان سے لگایا۔ دوسری طرف عریش کے آواز سن کر اسے حیرت ہوئی۔ ”عریش سب ٹھیک ہے؟“ اس نے فکر مندی سے پوچھا۔

”جی مس سب خیریت ہے وہ اس اصل میں ہمارا ایک پروجیکٹ آپ کے ہی پاس رہ گیا تھا وہ سر کو دینا ہے آپ اس دن کے بعد سے اسکول ہی نہیں آئی“ عریش جو ٹیرس پر ٹہلتے ہوئے اسے فون کر رہا تھا اسے بھی شرمندگی ہوئی اس طرح زمل کو تنگ کرنے پر۔

”اوہ ہاں میرے دماغ میں ہی نہیں رہا تھا۔ وہ میرے گھر پر ہی ہے۔۔ میں وقت نکال کر اسکول دے آؤں گی“ زمل نے یاد آنے پر سر پر ہاتھ مارا تھا۔

”مس آپ پریشان نہیں ہوں مجھے باہر کسی کام سے جانا ہے اگر آپ کہیں تو میں لے لیتا ہوں“ اسے کہیں جانا نہیں تھا لیکن اسے یہ برا لگ رہا تھا کہ وہ صرف ایک پروجیکٹ دینے اسکول آتی۔

”تمھیں مشکل تو نہیں ہو گی؟“ زمل نے کہہ تو دیا تھا اسکول آکر دینے کا لیکن آج کل تو اسے ایک لمحے کی بھی فرست نہیں تھی۔

’’نہیں مشکل کیسی ؟آپ برا نہیں مانیں تو اپنا ایڈریس دیدیں میں ابھی لے لیتا ہوں‘‘

وہ ڈرتے ڈرتے بول رہا تھا۔

’’میں میسج کر رہی ہوں تمہیں لیکن میں ابھی باہر ہوں میری بہن پللو دیدے گی تمھیں‘‘ اسنے جلدی سے بول کر فون رکھا۔

’’پللو۔۔‘‘بڑا ہی کوئی عجیب نام ہے عریش نے منہ بنایا۔

**_-- **_-- **_-- **_-- *_--*

وہ ایک گھنٹے میں ہی انکے گھر پہنچ گیا تھا۔

لیکن یہاں کھڑے اسے دس منٹ ہو گئے تھے مگر کوئی نہیں آیا تھا۔’’انکل آپ ہارن بجاتے جائیں‘‘ اسکے کہنے پر ڈرائیور بار بار ہارن دے رہا تھا۔

چبتی دھوپ میں گاڑی کا اے سی بھی لگتا تھا کام نہیں کر رہا اوپر سے تنگ گلیاں ہر تھوڑی دیر میں کوئی نا کوئی آ رہا تھا کہ بھائی گاڑی آگے پیچھے کر لیں بائیک نکالنی ہے یا سائیکل یا گاڑی۔۔۔

وہ تھوڑی دیر میں ہی پریشان ہو کر خود باہر نکل آیا پہلے تو نیچے والی آنٹی آ گئیں کہ آپ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوپر کے مہمان ہیں تو اوپر کی گھنٹی بجائیں۔۔۔وہ بولنے لگا تھا کہ ”آپ ہی میسج اوپر والوں کو دے“ کہ اتنے میں انہوں نے اسکے منہ پر دروازہ بند کیا تھا۔

وہ پیر پٹختا واپس گاڑی سے ٹیک لگائے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر غصے میں دروازے کے پاس پہنچ کر اوپر کی گھنٹی پر ہاتھ رکھ دیا۔

”آرہی ہوں بھئی ایک تو یہ آپی کل اسٹوڈنٹ بھی انہی کی طرح ہے بے صبرہ“ سامنے دو تین باکس رکھے تھے جن کا وہ سارا سامان باہر نکال چکی تھی لیکن اسے وہ نہیں مل رہا تھا جو چاہیے تھا۔ کہ اس کی نظر بیٹھ کے نیچے گئی۔

”یہ رہا اور میں نے کہاں کہاں نہیں دیکھا اسے“ وہ پلاسٹر آف پیرس سے بنی ہوئی کوئی چیز شاپر میں رکھی تھی۔ زمل نے اسے کب کا فون کر کے بتا دیا تھا کہ وہ نکال کر رکھ لے لیکن اس وقت وہ ٹیوشن پڑھا رہی تھی اور پھر زمل سے تو اسے ویسے بھی بات ہی نہیں کرنی تھی۔ اسنے اگنور کیا اسکی بات کو اور اب جب نیچے عریش آگیا تھا تب وہ تلاشنے لگی تھی۔

ایک بار پھر پرُزور آواز میں بیل بجی تو وہ کرنٹ کھا کر اٹھی اور بھاگتے ہوئے زینے کی طرف بڑھیں اسی اثنا میں وہ شاپر دیوار سے لگا اور کچھ ٹوٹنے جیسی آواز آئی۔

اس نے زبان دانتوں سے دباتے ہوئے ہاتھ ماتھے پر مارا'' یہ کیا ہو گیا اب'' پھر وہ خود ہی سنبھل بھی گئی'' خیر ہے مجھے کیا پتا پہلے سے ہی ایسا تھا'' وہ سوچتی جلدی جلدی سے سیڑیاں اترتی دروازے پر پہنچی۔

گیٹ کھولا تو وہ سامنے ہی کھڑا تھا۔ آنکھوں میں غصّہ لیے۔

'' کیا آپ کو کسی نے تمیز نہیں سکھائی؟ ایک بیل بجا کر انتظار کیا جاتا ہے یہ نہیں کہ بندا بیل پر ہاتھ رکھ کر بھول ہی جائے اور آپ'' پھر وہ ڈرائیور کی طرف متوجہ ہوئی۔

'' اتنی دیر تک ہارن کرتا کوئی؟''

'' جی یہ تو عریش بابا نے کہا تھا اس لیے'' ڈرائیور نے فوراً صفائی دی۔

'' اسکیوزمی ایک تو غلطی آپ کی اور آپ ہمیں ہی باتیں سنا رہی ہیں؟ آوازیں اتنی ہی بری لگ رہی تھیں تو جلدی آجاتیں یا یہ ہی بتا دیتیں کہ آرہے ہیں مس پللو'' عریش ہنوز ہاتھ باندھے کھڑا اسے گھور رہا تھا۔

اپنا یہ نام سن کر اسے اور چڑ ہوئی۔ '' پہلی بات پلوشہ نام ہے میرا اور دوسرا جب بیل کی ہے تو اندر سے کوئی آئے گا ہی نا یہ تو ظاہر بات ہے'' اسنے ابرو اچکا کر کہا۔

''یہ ظاہر بات کیسے ہوئی؟'' وہ اور کچھ بولتے بولتے رکا ''خیر میری امانت؟'' عریش نے ہاتھ آگے کیا۔

پلوشہ نے یہاں وہاں دیکھتے ہوئے شاپر اسکی جانب بڑھایا۔

اسنے یہ دیکھنے کی غرض سے کہ وہ ہی ہے ناشاپر کھولا اور پلوشہ جانتی تھی کہ دھماکہ ہونے والا ہے۔

''یہ۔۔یہ کیسے ٹوٹا؟'' عریش نے پھٹی پھٹی نظروں سے پہلے اپنا پر وجیکٹ دیکھا اور پھر پلوشہ کو۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسنے لاپرواہی سے کندے اچکائے ''مجھے کیا پتا؟''

''آپ لے کر آئی ہیں اسے آپ کو نہیں تو کسے پتا ہو گا۔'' وہ برہم ہوا۔ پلوشہ اسکے قریب آئی اور معصومیت سے بولی

''آپ جاننا چاہتے ہیں کیسے ہوا؟'' اسکی بات پر عریش نے اثبات میں سر ہلایا۔

پلوشہ نے زور سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر مارا وہ تیار نہیں تھا وہ شاپر نیچے گرا اور کچھ ٹوٹنے جیسی آواز آئی۔

''ایسے''اور وہ بولتی ایسے غائب ہوئی جیسے گھدے کے سر سے سنگ۔۔

عریش کچھ دیر کے لیے تو سمجھ نہیں سکا لیکن ہوش آتے ہی وہ شاپر اٹھا کر گاڑی میں بیٹھا۔اسنے وہ ایک طرف رکھ کر موبائل نکالا

**___ **__*

اسنے کلاس کی کھڑکی سے جھانک کر دیکھا جہاں شام کے سائے گہرے ہونے لگے تھے۔کلاس میں اب کم ہی لوگ کام کر رہے تھے زمل واپس پوری توجہ سے اپنے دوسرے پروجیکٹ میں مصروف ہوگئی۔سب کام جلدی مکمل کرنا تھا کیونکہ پرسوں ہی فنکشن تھا۔

اسکا موبائل بجا تو اسنے پاس رکھے پرس سے موبائل نکالا عریش کا نمبر دیکھ کر وہ سمجھ گئی تھی کہ اسے اسکا پروجیکٹ مل گیا۔

''ہاں عریش بولو مل گیا؟''اسنے کال اٹھاتے ہی پوچھا۔

''جی مل گیا ٹوٹا ہوا''عریش پوری کوشش کر رہا تھا غصّہ قابو کرنے کی۔

''ٹوٹا؟ لیکن کیسے؟ میں نے جب دیکھا تھا بالکل ٹھیک تھا۔''زمل کو بھی فکر ہوئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”مس آپ کی بہن نے توڑا ہے میرے سامنے وہ بھی“ اسنے بڑھا چڑھا کر کہا۔

”پللو نے؟“ اسے حیرت ہوئی ”زیادہ ٹوٹ گیا کیا؟“ وہ سر پکڑے پوچھ رہی تھی اور پاس کھڑا ارسل جو بظاھر ایک لڑکے کے ساتھ اپنا کام کرنے میں مصروف تھا لیکن پوری توجہ سے وہ اسکی باتیں بھی سن رہا تھا۔

”مس پہلے تو ہلکا سا کارنر ٹوٹا تھا لیکن پھر بیچ سے بھی ٹوٹ گیا“ عریش نے ایک نظر افسوس سے شاپر کھول کر دیکھا۔

”پلاسٹر اوف پیرس کا تھا اب جوڑے گا بھی نہیں“ زمل نے تاسف سے کہا۔ ”میں دوسرا بنادونگی تم دو تین دن میں لے لینا“ اسکی روندھی آواز سے عریش کو بھی دکھ ہوا آخر اسکی غلطی بھی نہیں تھی۔

وہ موبائل ایک طرف رکھتی لاچارگی سے یہاں وہاں دیکھتی حل سوچنے لگی کہ اسکی نگاہ ارسل پر پڑی وہ بھی زمل کی جانب ہی دیکھ رہا تھا اس نے ایک لمحے کے لیے سوچا بھی کہ ”کیوں نا ارسل سے ہی پوچھ لیا جائے شاید کوئی حل نکل آئے“ لیکن پھر وہ رکی ”پتا نہیں بلاوجہ وہ کیا سوچے کہ فری ہونا چاہ رہی ہوں“ اسنے اپنی سوچوں کو جھٹکا۔ اسنے وہاں کی ہر لڑکی کو ارسل سے فری ہونے کی کوشش کرتے دیکھا تھا اور وہ خود کو اس

لسٹ میں شمار نہیں کرنا چاہتی تھی۔

ارسل سمجھ گیا تھا کہ وہ پوچھتے ہوئے ہچکچا رہی ہے وہ ہاتھ میں لیے برش ایک طرف رکھتا چلتا پاس والی ٹیبل پر کام کرتے لڑکے کے پاس آکر کھنکھار بھرتا اسکے کندے پر ہاتھ رکھے وہ لڑکا کام کرتے کرتے رکا اسے لگا شاید وہ کوئی غلطی بتانے آیا ہے کہ یکدم ارسل نے بولا ''تمھیں پتا ہے ہر ٹوٹی ہوئی چیز جڑ سکتی ہے چاہے وہ پلاسٹر اوف پیرس ہی کیوں نہ ہو'' اسکی بات پر جہاں وہ لڑکا حیران ہوا کہ ''نہ تو سر ارسل بلاوجہ کی بات کرنے والوں میں سے ہیں اور نہ ہی میں پلاسٹر اوف پیرس پر کام کر رہا ہوں ٹوٹنا تو دور کی بات'' وہ تعجب سے سوچ رہا تھا۔

وہ لڑکا ڈرتے ڈرتے بولا ''نہیں پتا سر''

زمل اب پوری توجہ سے سن رہی تھی۔

ارسل سیدھا ہوا اور ایک نظر زمل پر ڈالی وہ بھی اسی کو دیکھ رہی تھی۔ ارسل نے اس لڑکے کے ہاتھ سے گم لی ''بس یہ سمجھ لو کہ ہر چیز کو جوڑنے کے لیے کسی دوسری چیز کی مدد لینی پڑتی ہے جیسے پلاسٹر اوف پیرس کو صرف وائٹ گم ہی سہی طرح جوڑ سکتی ہے'' اسنے ہاتھ میں لی گم اوپر کرتے ہوئے کہا اس لڑکے نے سمجھنے والے انداز میں سر

ہلایا" کیا کہنے سر آپ کے" وہ یکدم ہی متاثر متاثر سا لگ رہا تھا۔

اسکی بات پر زمل فوراً کلاس سے باہر گئی اور عریش کو کال کی ارسل کی ہنٹ سے اسے یہ سمجھ آگیا تھا کہ اس ٹوٹے ہوئے پیس کو کس طرح جوڑا جائے وہ اسے ٹھیک سے سمجھاتی جب واپس کلاس میں آئی تو دیکھا کہ سر فصیح اور کو برا کلاس میں تیار کردہ چیزوں کو دیکھنے آئیں ہیں اور اس وقت اسکی ٹیبل کے سامنے کھڑے آپس میں بات کر رہے ہیں کوبرا انہیں باریک بینی سے جائزہ لے کر بتا رہی تھی کہ اور کس طرح وہ زیادہ اچھا بن سکتا تھا کہ زمل جلدی سے آگے بڑھی اور سمجھایا کہ ابھی اس میں تھوڑا اور کام باقی ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ سر ہلاتے آگے بڑھ گئے لیکن کوبرا نے مڑ کر اسے ایک چبھتی نظر اس پر ڈالی "اگر تمھیں لگتا ہے کہ دن رات کی یہ کچھ دنوں کی محنت سے تم یہاں اپنا نام بنا پاؤ گی تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے" تلخی سے سوچتی اسنے ایک نظر اسکی بنائی ٹیبل پر ڈالی آگے بڑھ گئی اب وہ ارسل کے پروجیکٹ کو دیکھ رہے تھے جس کی وہ مسکراتے ہوئے دل کھول کر تعریف کر رہی تھی لیکن ارسل کی شکل سے اندازہ ہو رہا تھا کہ اسے بالکل بھی فکر نہیں تھی اسکی تعریف کی۔

*--** --** --** --** --** --** --**

انہیں شور کوٹ آئے آج تیسرا روز تھا۔ان کے آنے سے پہلے ہی فرجاد نے گھر کو اچھے طریقے سے ترتیب دے دیا تھا۔

وہ کم سامان ہی اپنے ساتھ لے کر آئے تھے لیکن اسے بھی جگہ پر رکھنے میں اچھا خاصا وقت لگ گیا تھا۔امی جان تو سفر سے ہی اتنا تھک گئی تھیں۔انہیں فروا نے آرام کرنے کو کہہ دیا تھا۔

وہ خود صبح سے کچن میں تھی آج فرجاد نے سب کو ڈنر پر بلایا تھا اور یہ بھی فروا کی خواہش تھی وہ جلد سے جلد سب سے ملنا چاہتی تھی وہ شروع سے سوشل ورک کرتی آئی تھی۔ اسی لیے اسے اپنے ارد گرد لوگوں کا ہجوم پسند تھا۔

''کوئی اور سامان چاہیے ہو تو بتا دینا'' وہ گود میں مریم کو لیے کچن میں اس سے پوچھنے آیا تھا۔

''نہیں نہیں سب تقریباً تیار ہے۔آپ نے نوفل اور مریم کو سنبھال لیا تو مجھے آسانی ہو گئی بس میں بھی چینج کرنے جا رہی ہوں آپ پانچ منٹ میں چولہ بند کر دیے گا'' وہ

بریانی دم پر رکھتے ہوئے بولی۔

''ہاں ٹھیک ہے میں بند کردوں گا اب جلدی سے تیار ہو جاؤ سب آنے ہی والے ہونگے۔''فرجاد نے ایک نظر گھڑی پر ڈالی۔

وہ تیار ہو کر نیچے ڈرائنگ روم میں آئی تو دیکھا جزیل وہاں پہلے سے موجود تھا فرجاد اور وہ باتوں میں مصروف تھے کہ تھوڑی تھوڑی دیر کے وقفے سے آرزو وردہ ثوبان ولی اور رومیسہ بھی آ گئے دیکھتے دیکھتے ڈرائنگ روم پر رونق ہو گیا۔

فروا کو دل سے خوشی ہوئی سب سے مل کر اتنے دنوں کی اداسی اور تھکن جو تھی اسے وہ بھی کم ہوتی محسوس ہوئی۔ایک طرف کے صوفے پر ثوبان جزیل فرجاد تھے سامنے آرزو اور وردہ تھیں ایک طرف رومیسہ اور ولی بیچ میں ٹیبل پر فروا کھانا رکھنے لگی تھی ساتھ فرجاد بھی اسکی مدد کروانے اٹھا۔

کھانے کا اتنا اہتمام دیکھ کر جزیل نے فوراً بولا ''بھابی آپ نے اتنا اہتمام کیوں کر لیا؟ ابھی تو ہمیں آپ کو مدعو کرنا تھا آپ سب کا یہاں ویلکم کرنے کے لیے۔''اسکی پہلے بھی فروا سے سرسری سی ملاقات ہوئی تھی وہ ان سب میں اسے ہی جانتی تھی۔

''جی جی آپ بھی مدعو کرلیے گا اسی بہانے آپ سب سے ملاقات بھی ہوتی رہے گی ورنہ میں تو اکیلی بور ہو جاؤں گی'' وہ ایک پلیٹ میں امی جان کے لیے کھانا نکالتے ہوئے بولی۔انکی طبیعت کچھ ناساز تھی جس کی وجہ سے وہ کمرے میں ہی تھیں وہ سب ان سے مل کر آگئے تھے۔

''میں آرزو اور رومیسہ بھابی ہیں نا آپ کو بور ہونے نہیں دیں گے'' وردہ خوشی سے بولی ان سب کو فروا کا دوستانہ انداز بہت بھا رہا تھا۔

''جی جی بالکل آپ اور آرزو تو پورا دن فارغ رہتی ہیں جیسے'' فرجاد اپنی پلیٹ میں کھانا نکالتا صوفے بیٹھتے ہوئے بولا۔

اسکی بات پر وردہ کا چہرہ اتر گیا اور باقی سب منہ دبائے ہنسنے لگے۔

''فرجاد آپ سینئرز اپنے یونٹ میں ہونگے یہاں ایسا نہیں چلے گا آپ یہاں انہیں کچھ نہیں کہیں'' فروا نے فوراً وردہ کی سائیڈ لی۔

''رہنے دیں بھابی ہمیں عادت ہو گئی ہے اگر اس طرح کی باتیں نہ سنیں تو ہمارا کھانا ہی ہضم نہیں ہوتا'' وردہ مسکراتے ہوئے تمسخر آمیز لہجے میں بولی۔آرزو نے کج نگاہ سے

اسے دیکھا۔

اس کی شکل دیکھ کر رومیسہ مسکرائی "میں تو فری ہوں نا بھابی ہم دونوں ایک ساتھ وقت گزار لیا کریں گے میں بھی بور ہوتی رہتی ہوں"۔

"یہ بالکل ٹھیک رہے گا" فروا بھی خوش ہو کر بولیں۔

جب سب نے کھانا کھا لیا تو فروا کے ساتھ ان تینوں نے بھی اس کی مدد کروائی اب سب بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے نوفل آرزو اور وردہ کے پاس بیٹھا ان کے سوالات کے اتنے مزے دار جواب دے رہا تھا کہ وہ سب بھی اس کی باتوں پر ہنس رہے تھے۔

رومیسہ اور ولی مریم کو گود میں لیے بیٹھے تھے۔"اب اسے مجھے دے دیں" ثوبان نے اٹھ کر مریم کو ان کی گود سے لیا مگر لیا اس طرح کے لگ رہا تھا اس نے کبھی اتنا چھوٹا بچہ دیکھا بھی نہیں ہو گا۔

"یہ اتنا ہل کیوں رہی ہے؟" اس کے گود میں لے لیتے ہی کبھی اس کی گردن ہل رہی تھی اور کبھی اس کے ہاتھ۔

"او ہو اتنی چھوٹی بچی ہے ابھی اس کی گردن تھوڑی ٹھہری ہے۔" جزیل نے فوراً اس

کی گردن کے نیچے ہاتھ رکھ کر اسے اپنی گود میں لے لیا۔

''آپ کو بہت پتا ہے؟''ثوبان نے شرارت سے اسے دیکھا۔

''ہاں بھئی میرا بھانجا ہے چھوٹا اسے بچپن سے دیکھا ہے اس لیے اتنا تو پتا ہے'' جزیل نے جیسے صفائی دی۔

''یہ تو اچھی بات ہے'' ولی کہاں پیچھے رہتا اسنے بھی معنی خیزی سے کہا۔

جزیل بس غور کر کر رہ گیا۔

''ہاں جزیل بھائی آپ نے ابھی تک شادی کیوں نہیں کی؟ میرا مطلب ہے اتنے گڈ لوکنگ ہیں آپ اوپر سے سکواڈرن لیڈر ہیں آپ کو تو کوئی بھی بہت اچھی مل جائے گی'' فروا نے حیرت کا مظاہرہ کیا۔

''پھر شادی کا ٹوپک'' جزیل نے کوفت سے سوچا۔

''ہاں بھئی اس عمر میں تو ہمارے نوفل بھی آ گئے تھے''فرجاد نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

جزیل مسکرایا''تو آپ مجھ سے اپنی آزادی چھننے کا بدلہ لینا چاہ رہے ہیں؟''

"ابھی بھی ہم آزاد ہی ہیں بھئی" فرجات نے تیز آواز میں کہا اور پھر اس کے قریب ہو کر سرگوشی کی مگر اس طرح کے سب میں آواز بھی چلی جائے۔ "ویسے اگر یہ بات اکیلے میں کرتے تو جواب کچھ اور ہوتا" جہاں اس کی بات پر سب نے زوردار قہقہہ لگایا تھا وہیں فروا نے مصنوئی خفگی سے اسے گھورا تھا۔

ویسے مذاق سے ہٹ کر تمہاری بھابی کی بہت ساری کزنز ہیں اسی لیے وہ یہ بات پوچھ رہی ہیں تو تم اپنی فرمائش بتا سکتے ہو" فرجاد نے جیسے اوفر کری۔

جزیل منہ نیچے کیے مسکرائے جا رہا تھا۔

"یہ مذاق کر رہے ہیں لیکن اگر آپ کہیں تو میں دیکھ بھی سکتی ہوں" اس کے اندر کی سوشل ورکر جاگی۔

"بھابھی ایسا ہے تو یہ نہیں بھولیے گا کہ آپ کا ایک ہنڈسم سا دیور اور ہے" ثوبان نے ہنستے ہوئے کہا۔

فروا مسکرائی "کیوں نہیں ضرور لیکن پہلے آپ ذرا یہ تو بتائیں کہ آپ کو لڑکی کس طرح کی درکار ہے میرا مطلب ہے اپنے جیسی شوخ سی یا سیدھی سادھی؟"

اسکی بات پر وہ پائوں پر پائوں جما کر بیٹھا"بھئی مجھے تو کوئی گاؤں کی سیدھی سادھی سی لڑکی چاہیے جو میری غیر موجودگی میں میراانتظار کرے جس کی نظریں ہر دم گیٹ پر میرے لیے لگی رہیں میرے دیے خط وہ دن میں کم سے کم دس بار تو ضرور پڑھے۔جو اتنی معصوم ہو کہ اگر پی آئی اے کا جہاز بھی جارہا ہو تو اسے ہاتھ ہلادے یہ سوچتے ہوئے کہ شاید اسے بھی میں ہی اڑارہاہوں"۔

وہ سب جو اسے غور سے سن رہے تھے اس کی بات مکمل ہوتے ہی ہنس دیے۔

"انہیں لڑکی نہیں میرے خیال میں عجوبہ بولنا چاہیے"وردہ خندہ زن ہوتے ہوئے بولی جس پر ثوبان نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"ویسے ایسا عجوبہ اس صدی میں ملنا تو مشکل ہے۔اور ویسے بھی آپ جونیئر ہیں آپ کا نمبر بعد میں پہلے تو جزیل سر کو سہرا باندھتے دیکھنا ہے ہمیں"ولی شرارت سے جزیل کو دیکھتے ہوئے بولا۔

جزیل نے کچھ کہنے کے لیے چہرہ اوپر کیا تھا کہ اسے سامنے آرزو دکھائی دی اسے کسی امید کی چمک آرزو کی آنکھوں میں دیکھی جزیل کو لمحہ بھی نہیں لگا تھا اسے سمجھنے میں۔

”بھابھی ایسا ہے کہ لڑکی تو میں نے دیکھی ہوئی ہے بس اب اس کی ہاں کا انتظار ہے“

اس نے یہ صرف اس لیے بتایا تھا کہ وہ کسی اور کو امید میں نہیں رکھنا چاہتا تھا۔

اس کی بات پر سب نے پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھا کسی کو اس سے اس طرح کے جواب کی توکہ نہیں تھی۔

”کون ہے وہ خوش نصیب اور آخر یہ انتظار کب سے ہو رہا ہے؟ آپ نے ہمیں ہوا بھی نہیں لگنے دی“ ثوبان نے جلدی سے کہا۔

”یہ تو مجھے بھی نہیں پتا کہ انتظار کب سے ہو رہا ہے کچھ عرصے سے یا پھر کچھ سالوں سے شاید“ بولتے ہوئے اسکے چہرے پر ایک آسودگی سی تھی۔

اور اب وہ چمک آرزو کی آنکھوں میں ماند پڑ رہی تھی جسے وہ یہاں وہاں دیکھتی آنکھوں ہی میں خشک کر رہی تھی۔

”فروا آپ ایسے ہی سب پوچھ لیں گی چائے ہی پلا دیں ہم سب کو“ فرجاد نے فروا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”چائے تو جی آپ لوگ پلانے کے لیے مشہور ہیں وہ بھی (فنٹاسٹک ٹی)“ اس کی بات

پر سب نے جاندار قہقہہ لگایا تھا۔

''تو اگلی بار کے لیے کیا سوچ رکھا ہے صرف چائے ہی پلائیں گے یا پھر اور کچھ بھی؟''

اس نے شرارت سے کہا تھا۔

''ہم تو جی مہمان نواز لوگ ہیں چائے کے ساتھ بسکٹ بھی کھلا دیں گے لیکن میرا نہیں خیال کہ اس بار وہ آنے کی ہمت بھی کریں گے''۔ ثوبان کی بات میں ایک جوش تھا۔

''ان سے بھی بھلا کوئی توقع رکھی جا سکتی ہے؟ اتنی ہی غیرت مند ہوتے تو پینسٹھ کی جنگ کے بعد سے ہی کوشش نہ کرتے یہاں آنے کا سوچنے کی بھی۔'' جزیل نے سر جھٹکا۔

''خیر آ کر دیکھ لیں ہم بھی بیدار اور تیار ہیں ہر لمحے'' ولی نے کہہ کر ہاتھ میں لیا میٹھے کا پیالا ایک طرف رکھا بے خیالی میں اس کا ہاتھ رومیسہ کے ہاتھ سے ٹکرایا اور گلاس رومیسہ سے چھوٹ گیا۔

آئی ایم سوسوری وہ بے انتہا شرمندہ ہوئی۔

''رومیسہ کیسی باتیں کر رہی ہو؟ یہ تو ہمارے نوفل کے صبح شام کا کام ہے کوئی بات نہیں

تم پریشان مت ہو" فروا کہہ کر فوراً گلاس کے ٹکڑے اٹھانے کے لیے اٹھی۔

"بھابھی آپ بیٹھیں ہم اٹھا لیتے ہیں" وردہ اور آرزو جلدی سے کھڑی ہوئیں۔

"میں چائے لے آتی ہوں" فروا چائے بنانے چلی گئی تھوڑی دیر میں وہاں چائے کا دورہ چل رہا تھا جب فروا نے رومیسہ اور ولی سے پوچھا۔

"آپ دونوں اپنے بارے میں بتائیں نا کیسے ملے شادی کیسے ہوئی؟" وہ دونوں کو دلچسپی سے دیکھتی پوچھ رہی تھی۔

رومیسہ کے چہرے پر سائے سے لہرایا ولی نے بغور اس کا جائزہ لیا۔وہ کچھ بولنے کی لگا تھا کہ رومیسہ نے اس کا ہاتھ تھام "میں بتا دیتی ہوں"

وہ اسے دیکھ کر مسکرایا وہ ہمیشہ سے رومیسہ کو پُر اعتماد دیکھنا چاہتا تھا۔

"بچپن میں ہی میری والدہ کا انتقال ہو گیا تھا میرا واحد خونی رشتہ میرے بابا تھے ان کی میرے ننھیال والوں سے نہیں بنتی تھی اس لیے میں کبھی ان سے نہیں ملی بس ایک چاچو تھے جن کے گھر ہم کبھی چھٹیوں میں جایا کرتے تھے۔ایک بار ہم ان کے گھر چھٹیوں میں گئے اور وہ ہمیں بس سے کہیں لے کر جا رہے تھے۔اور تب ہی ہماری بس

کا حادثہ پیش آ گیا۔

ولی اپنے گھر چھٹیوں پر جا رہے تھے انہوں نے وہ حادثہ دیکھا تو مدد کروانے لگے۔ میں تو زیادہ کچھ نہیں جانتی میری آنکھ تقریباً تیسرے روز کھلی تھی۔ لیکن آنکھ کھلتے ہی مجھے وہ خبر ملی کہ جس نے میرے پیروں تلے زمین کھینچ لی تھی میرے سر کا آسمان نہیں رہا تھا۔ میرے بابا اور چاچو نہیں رہے تھے۔ مجھے پتہ چلا کہ ولی ان تین روز میں بار بار میری خیریت دریافت کرنے آئے ہیں میرے ہوش میں آنے کی اطلاع ملتے ہی بھی وہ فوراً آئے تھے۔

اور یہ پتہ لگتے ہی کہ میرے آگے پیچھے کوئی اور نہیں ہے وہ مجھے ساتھ اپنے گھر لے گئے جہاں انکے والد والدہ ساتھ رہتے تھے۔ کچھ ماہ تو میں ان کے ساتھ رہی ان کی والدہ نے مجھے ماں کی کمی محسوس ہونے نہیں دی پہلی بار مجھے احساس ہوا کہ ماں کیسی ہوتی ہیں اور پھر انہونے میرے سامنے ولی کا پرپوزل رکھا۔" وہ رک کر نم آنکھوں سے ولی کو دیکھنے لگی۔

"اور میں اس پرپوزل کے لیے انکار نہیں کر سکی" ولی بھی التفات سے اسے دیکھ رہا تھا۔

انہیں دیکھ کر سب ہی کے چہروں پر پیاری مسکراہٹ در آئی۔

____**__**__**__**__*

کمرے میں وہ اپنی چیزیں ترتیب سے رکھ رہی تھی جب اس کی امی ہاتھ میں دودھ کا کپ لیے اس کے پاس آئیں ”پہلے ایک طرف بیٹھ کر یہ پی لوں اس کے بعد کام کر لینا“۔ انہونے زمل کی تھکن سے چور شکل دیکھ کر کہا۔

”امی میں پی لوں گی آپ یہ ایک طرف رکھ دیں“ وہ مصروف سے انداز میں بولتی واپس کام میں لگ گئی۔

انہوں نے ہاتھ پکڑ کر اسے بٹھایا ”تم آج کل کھانا بھی ٹھیک سے نہیں کھا رہی ہو صبح تو انسٹی ٹیوٹ شام جہاں آرا کے گھر پورا دن ہی تمہارا مصرف گزرتا ہے یہ ابھی میرے سامنے پیو“ انہوں نے کپ اس کے ہاتھ میں تھمایا۔

”اوہو امی آپ بھی نا اچھا میں پی لیتی ہوں“ اس نے کپ ہاتھ میں لیتے ہی جلدی جلدی گھونٹ بھرے۔

وہ اسے دیکھ کر مسکرا دیں اتنے دنوں سے مصروفیت کی وجہ سے وہ اس سے ٹھیک طرح

بات بھی نہیں کر سکی تھیں۔" ویسے زمل تم نے ایک بات اچھی کی کہ پلوشہ کو یہ احساس دلا دیا کہ وہ پرائیویٹ کالج میں جانے کا نہیں سوچے ورنہ مجھے تو یہ ڈر تھا کہ وہ ہادی کو دیکھ کر پرائیویٹ کالج میں جانے کی ضد نہ پکڑ لے"

پلوشہ جو کچن سے کمرے میں جا رہی تھی اپنا نام سن کر دروازے کے پاس ہی رک گئی۔

"کیوں امی اگر ہادی پرائیویٹ کالج سے پڑھ سکتا ہے تو پلوشہ کیوں نہیں؟ وہ دونوں ہی ہمارے لیے برابر ہیں" زمل نے استفسارانہ انداز میں ماں کو دیکھا۔

"وہ لڑکا ہے اچھا پڑھے گا تو آگے اچھی نوکری ملے گی نا اور ویسے بھی وہ ابھی انٹر میں ہے اسکی فیس جا رہی ہے پھر پلوشہ کی فیس ہم کس طرح پورا کریں گے" وہ افسوس سے بولیں۔

زمل نے نرمی سے انکا ہاتھ پکڑا "امی جان میں بھی تو لڑکی ہو کر اخراجات اٹھا رہی ہوں نا پلوشہ اچھا پڑھے گی تو وہ اور ہادی مل کر اور اچھی طرح گھر دیکھیں گے اور اگر انکی پڑھائی کے لیے مجھے محنت کرنی پڑی تو جی جان سے کروں گی۔ میں نے اسے بس اس لیے کہا تھا کہ وہ کسی کے آسرے پر رہنا نہیں سیکھے کیوں کہ میں چاہتی ہوں میرے بہن بھائی اپنی زندگی خود مختاری سے گزاریں"

اسکی بات پر وہ مسکرائیں ''خوش رہو'' وہ کمرے سے باہر گئیں تو پلوشہ نے آکر اس کے پاس بیٹھتے ہی اس کی گود میں سر رکھ دیا۔

زمل اس کے بال سہلانے لگی وہ جانتی تھی کہ اس نے سب سن لیا ہو گا اسی لیے ایسے کر رہی ہے۔

زمل کو یاد آیا تو اس نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے پھیرتے پلوشہ کے کان پکڑ لیے ''لڑکی آج تم نے حرکت کیا کی تھی؟''

پلوشہ کو بھی یاد آیا تو اس نے دانتوں کے بیچ زبان دبائی۔

''میں بس تمہیں اس لیے معاف کر رہی ہو کیوں کہ عریش کا میسج آیا تھا کہ وہ پروجیکٹ واپس جڑ گیا'' زمل کی بات پر بلوشہ نے مڑ کر اس کی شکل دیکھی ''جڑ گیا؟'' زمل بس اثبات میں سر ہلا کر رہ گئی۔

*--** --** --** --** --** --**

مشی کو اسکے ڈرائنگ روم میں بیٹھے پندرہ منٹ سے زیادہ گزر گئے تھے جب وہ تیز تیز زینہ پھلانگتی آئی۔۔

''سوری میں لیٹ ہوگئی دراصل عریش کی کچھ طبیعت ٹھیک نہیں ہے اسی کو دیکھ رہی تھی''۔

وہ بول ہی رہی تھی کہ پیچھے سے عریش آکر نڈھال سا صوفے پر بیٹھ گیا۔ ''کیا ہوا اسے ؟''مشی نے فکر مندی سے پوچھا اس نے کبھی بھی عریش کو اس طرح نہیں دیکھا تھا۔

''pyrexia''وہ بولتی اپنا بیگ ٹھیک کرنے لگی۔ عریش نے باری باری دونوں کی شکل دیکھی ''اب یہ کیا بلا ہے ؟ کوئی خطرناک بیماری تو نہیں ہے ؟ میں بچ تو جاؤں گا نا؟''اس کے چہرے کے رنگ فق ہو رہے تھے۔

لبابہ اور مشی نے نظروں میں ایک دوسرے کو اشارہ کیا''لبابہ تم نے اس کو بتایا نہیں دیکھو مریض سے کچھ نہیں چھپاتے''مشی نے جیسے فکر مندی سے کہا۔

''ہاں علامات تو ساری وہ ہی ہیں اس لیے سوچا اب بتا ہی دوں''وہ افسردگی سے بولی۔

''کیا ہوا میرے بیٹے کو ؟''انکی باتیں سنتی دانیہ بیگم بھی وہیں آگئیں۔ انہیں اسکی طبیعت کا نہیں پتا تھا وہ باہر سے آکر سیدھا اوپر لبابہ کو بتانے۔

''دیکھیں ناما یہ دونوں مجھے کچھ بتا یا ہی نہیں رہیں'' عریش نے شکایتی انداز میں ماں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اس کی بات پر وہ دونوں ہنس دی کچھ نہیں بس فلو کی وجہ سے بخار ہے اور بخار کو ہی pyrexia کہتے ہیں''

عریش فوراً سیدھا ہو کر بیٹھا۔''تو آپ دونوں کو کیا لگا تھا کہ آپ مجھے بیو قوف بنا رہے ہیں نہیں بیو قوف تو میں ان آپ دونوں کو بنا رہا تھا یہ دیکھیں'' اسنے اپنا موبائل آگے کیا جہاں ابھی ابھی اس نے سرچ کیا تھا۔

''اچھا بس تمہاری شکل سے ہی مجھے اندازہ ہو جاتا ہے اسی لیے اب جھینپ نہیں مٹاؤ'' لبابہ چڑانے والے انداز میں بولتی دانیہ بیگم سے مخاطب ہوئی۔''مما میں مشی ڈرائیور انکل کے ساتھ کام سے جا رہے ہیں تھوڑی دیر میں آتے ہیں'' بول کر وہ دونوں عجلت میں باہر کی طرف بڑھیں۔ عریش کھوجتی نگاہوں سے انہیں جاتا دیکھتا رہا۔

''سنو تم نے آنٹی کو بتا یا کیوں نہیں؟'' مشی نے گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے پوچھا۔

''بتا دوں گی کام بن تو جائے پہلے'' لبابہ بولتی گاڑی میں بیٹھ گئی۔

*__** __** __** __** __**

ان سب نے ساری چیزیں مکمل کر کے کلاس میں رکھ دی تھیں۔ آج سب جلدی فارغ ہو کر چلے گئے تھے اگلے ہی دن فنکشن تھا کوبرا کلاس میں آئی سب چیزوں کو ایک نظر دیکھنے۔

وہ گاڑی کے پاس پہنچ کر اپنی پاکٹ میں چابی تلاشنے لگا لیکن وہ وہاں نہیں تھی اسے یاد آیا کہ شاید کلاس میں ہی رہ گئی ارسل نے کوفت سے ایک نظر انسٹی ٹیوٹ کی بلڈنگ کو دیکھا اور تیز رفتاری سے آگے بڑھا۔

چیزوں کو سہی کرتا اسکا ہاتھ رکا اسنے مڑ کر اس ٹیبل کی طرف دیکھا جو زمل نے تیار کی تھی جسے فرنٹ پر رکھے جانا تھا جو اس وقت چادر سے ڈھکی ہوئی تھی۔ وہ چلتی ہوئی ٹیبل کے نزدیک آئی چہرے پر عجیب سی مسکان تھی۔ اسنے سنبھل کر ایک نگاہ دروازے پر ڈالی۔

وہ جو ابھی ابھی آیا کوبرا کو دیکھ کر دروازے پر ہی رک گیا تھا۔ کوبرا کے دیکھتے ہی وہ پیچھے ہوا لیکن اسے اسکی شکل دیکھ کر ہی اندازہ ہوا کہ وہ کچھ برا کرنے والی ہے اس لیے ارسل ایک طرف ہو کر دیکھنے لگا کہ وہ کیا کرنے آئی ہے۔

*__** __** __** __** __**

تمام تر تعریفیں اس رب العزت کے لیے کہ جس نے ہمیں اس پاک وطن کی صورت ہمارے بزرگوں کی محنت کا انعام عطا کیا اور ہمیں آزاد قوم کہلانے کا شرف بخشہ۔۔

تمام تر تعریفیں اس ذاتِ مقدس کے لیے کہ جس نے اس وطن کی حفاظت کی خاطر ان جاں بازوں کو جو اس سوہنی دھرتی کے محافظین ہیں اس حد تک شجاعت سے نواز دیا کہ ان کے دلوں میں خوفِ خدا کے سوا کسی اور کا خوف نہ رہا۔۔۔ تمام تر تعریفیں صرف اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام کائنات کا مالک ہے۔

وہ پیکر عزم و فخر ملت

عقاب خصلت، دلیر شاہین

وہ سب بالکل چوکس ہوئے بریفنگ روم میں بیٹھے تھے جب فرجاد اپنے مخصوص انداز میں چلتا بورڈ کے پاس آیا کمرے میں اتنی خاموشی تھی کہ اسکے بوٹ کی آواز صاف واضح تھی۔

آج انکا (جنگی مشن) combat mission تھا۔ وہ آپس میں ہی دو ٹیم بن گئے تھے ایک aggressor کی ٹیم تھی (جنہیں حملہ آور ہونا تھا) اور ایک defender (جنہیں حفاظت کرتے ہوئے حملہ ہونے سے بچانا تھا)۔

وہ بورڈ پر کچھ پوائنٹس لکھتا انکی طرف پلٹا۔

فرجاد نے ایک نظر ان سب پر ڈالی وہ سب ہی مستعد نظر آرہے تھے۔

"ہمیں خود کو ہر لمحہ تیار رکھنا ہے چاہے ہمارا حریف ہم سے دگنا ہی کیوں نہ ہو وہ ایک چیز میں ہمیں ہرا نہیں سکتا اور وہ ہے ہماری جرت ہمارے حوصلے جنہیں وہ کبھی پست نہیں کر سکے گا"۔

وہ سب اسے پوری توجہ سے سن رہے فرجاد نے گہری سانس لی۔

"ہمیں اپنے آپ کو ہر نئے آنے والے دن میں اپ گیڈ کرنا ہے اپنی غلطیوں کو سامنے رکھتے ہوئے ان سے سیکھنا ہے۔ آج کے اس مشن کا مطلب بھی یہ ہی ہے۔ اور کمبیٹ مشن میں جو آپکی سب سے زیادہ مدد کرتی ہیں وہ یہ باتیں ہیں"

وہ بورڈ کی طرف مڑا جہاں پوائنٹس لکھے ہوئے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

۱)ٹریننگ

۲)معلومات

۳)لگن

لیکن ان سب سے بڑھ کر وہ ایسی کیا بات ہے جو آپ کو ہارنے نہیں دیتی؟" اسنے استفہامیہ نظروں سے سب کی طرف دیکھا۔ ثوبان نے ہاتھ میں لیا پین اوپر کیا فرجاد کے سر ہلاتے ہی وہ بولا۔

"وہ چیز جذبہ حب وطنی ہے سر۔۔ جب ہم اس جذبے کو دل سے محسوس کرتے ہیں تب ہمارا دل بس ایک بات ہمیں کہتا ہے کہ چاہے جو ہو جائے ہمیں اپنے حریفوں کو خود پر مسلط نہیں ہونے دینا ہمیں اپنے ہم وطنوں کی حفاظت کسی بھی صورت میں کرنی ہے اس پاک زمین کا ایک ٹکرا بھی انکے حوالے نہیں کرنا۔ اسی لیے یہ پرچم ہمارے الٹے ہاتھ پر لگایا جاتا ہے تاکہ جتنا ہو سکے یہ اتنا ہمارے دل کے پاس رہے" اسنے بولتے بولتے فلیگ پر ہاتھ پھیرا۔

فرجاد نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا "ایسا ہی ہے ایک بات اور اس بات سے

فرق نہیں پڑتا کہ آپ اپنے جیٹ کو کتنے ہی G'sپل کر کے اوپر لے جائیں اسے کتنا تیز ہی کیوں نہ فلائی کر لیں آپ کو پوری طرح سے عبور حاصل ہی کیوں نہ ہو جائے لیکن فرق پڑے گا تو اس بات سے کہ آپ کس طرح وقت پر اپنا فرض پورا کرتے ہیں۔"

پھر وہ رک کر سب کو دیکھنے لگا ایک جوش ایک ولولہ تھا انکے چہروں پر تھا۔

اور جیسا میں نے کہا کہ تعداد معنیٰ نہیں رکھتی بالکل اسی طرح جیسے آج میں اور آرزو ہم دو ہی aggressorsہیں لیکن ہم پھر بھی اپنا ہدف تو حاصل کر لیں گے" بظاھر اسنے سنجیدگی سے کہا تھا لیکن مطلب سمجھ کر سب ہی مسکرا دیے تھے۔

"سر اس بات کا فیصلہ تو مشن پورا ہونے کے بعد ہی ہو گا" ولی نے متبسم لہجے میں کہا۔

"دیکھتے ہیں" وہ بولتا آگے بڑھ گیا اب جزیل بورڈ کے پاس تھا اور اپنی ٹیم کو سمجھا رہا تھا کہ کس طرح انہیں آج مل کر بچانا ہے ہدف لینے سے دوسری طرف فرجاد ہاتھ میں جیٹ لیے آرزو کو سمجھا رہا تھا۔

میں جزیل وردہ ثوبان سوہا اور ولی تھے Defenders ۔

جزیل انہیں کچھ چیزیں سمجھاتے سمجھاتے رکا

”جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ ہمارے بیس کا نام سکواڈرن لیڈر سرفراز رفیقی کے نام سے ہے جو مثال ہیں ہمت اور جرت کی لیکن ان سے ہمیں ایک مثال اور ملتی ہے اور وہ ہےsave your wingman(اپنے ونگ مین کو بچائیں) جیسے انہوں نے کیا پینسٹھ کی جنگ میں حلوارہ پر جب وہ لیڈ کر رہے تھے اپنی فارمیشن کو تب انہوں نے بہت سے جیٹ کو شوٹ بھی کیا لیکن پھر انکے جیٹ کی گن جیم ہو گئی وہ چاہتے تو نمبر ۲ کو لیڈر بنا کر خود فارمیشن چھوڑ کر جا بھی سکتے تھے۔ لیکن آخر تک انہوں نے خود لیڈ کیا اور جیم گن کے باوجود وہ اپنے ونگ مین کو بچاتے رہے۔“

جزیل چپ ہوا وہاں تھوڑی دیر کے لیے مکمل خاموشی ہو گئی تھی جسے جزیل نے توڑا۔

”تو یہ بات آپ کو ہمیشہ یاد رکھنی ہے اپنے ساتھ ساتھ اپنے ونگ مین کی حفاظت آگے بڑھ کر کرنی ہے“

*----** --** --** --**

ساری تیاریاں عروج پر تھیں چیزیں ترتیب سے لان میں رکھی جا رہی تھیں جہاں آرا کے گھر سے سارا سامان بھی منگوالیا گیا وہ گیسٹ کی ٹیبلز تھیں اور ان پر رکھنے کے لیے گلدان وغیرہ تھے۔

وہ ایک دوسرے کی مدد سے سامان جگہ پر رکھ رہے تھے۔دیوار پر چاروں طرف خوبصورتی سے پینٹنگ لگائیں گئی تھیں جن کے نیچے سپاٹ لائٹس تھیں کلاس سے چیزیں اٹھا کر لائی جا رہی تھیں۔سب سے پہلے اسٹیج پر ارسل کا پھول سیٹ کیا گیا وہ لگ کر ایسا دکھ رہا تھا جیسے دھواں نکل کر گولڈن پھول کی صورت اختیار کر گیا ہو وہ نیٹ کا کپڑا تو کہیں سے بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

اسکے بعد زمل کی ٹیبل کو اسٹیج پر رکھا گیا نیچے گیسٹ کی ٹیبل سیٹ کرتے زمل کے ہاتھ رکے وہ اسٹیج کی طرف دیکھنے لگی اور آگے کھڑی کوبرا ہاتھ باندھے اسے تلخی سے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

ٹیبل سے کپڑا ہٹا تو وہ اتنی حسین لگ رہی تھی کہ سب کی نظریں اس پر پڑیں تھیں۔ کوبرا کی آنکھیں حیرت سے پھٹیں اسے یقین نہیں آ رہا تھا اسنے تو خود اپنے ہاتھوں سے توڑا تھا وہ بھی اچھا خاصا۔۔

اسنے پورے لان میں نظریں دوڑائیں اسے سمجھ آیا یہ کون کر سکتا ہے وہ بس پیر پٹختی رہ گئی۔ادھر زمل اطمینان سے اپنا باقی کا کام کرنے میں مصروف ہو گئی۔کوبرا ویسے تو انچارج تھی وہ صرف سب کام دیکھ رہی تھی لیکن اس نے سب کو دیکھتے ہوئے خود اون

سے فانوس بنایا تھا نیچ میں لگانے کے لیے جب اسے لایا گیا تو سب سے پہلے اسی کو دکھایا۔

"یہ کیسے لگا سکتے ہیں؟" ایک لڑکی نے اسکے پاس آکر اسے وہ دکھاتے ہوئے تاسف سے کہا۔

کوبرا منہ کھولے دیکھے جا رہی تھی۔ "یہ۔۔یہ کیسے ہوا؟" اس فانوس کو اون کو بیچ بیچ سے کاٹ دیا گیا تھا۔

"مجھے کیا پتا میم لیکن یہ اس طرح لگا نہیں سکتے" وہ مصروف سے انداز میں بولتی اسے وہیں رکھتی آگے چلی گئی۔

کوبرا آنکھوں میں آنسوں لیے اسے دیکھے جا رہی تھی کہ کسی کے کھنکھارنے کی آواز پر مڑی۔

"مس کوبرا وہ مثال سنی تو ہوگی کہ جب ہم کسی کے لیے گڑھا کھودتے ہیں تو اس میں وہ نہیں بالکل ہم خود ہی گر جاتے ہیں۔۔ آج تک صرف سنا ہی تھا آج دیکھ بھی لیا؟"

ارسل ہاتھ سینے پر باندھے فاتحانہ مسکراہٹ لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

کوبرا نے سرخ ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھا "آپ نے یہ اچھا نہیں کیا اگر آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو میں اسکا وہ حشر کرتی کہ وہ یاد رکھتا"

"ایسا ہے تو پھر مجھے کوئی اور ہی سمجھیں" وہ بولتا آگے بڑھ گیا اور کوبرا مٹھیاں بھینچتی رہ گئی۔

*--** --** --** --** --** --**

جس طرح ان کی دو ٹیمز بن گئی تھیں اسی طرح ایئر ڈیفینس کنٹرولر روم میں بیٹھے ریڈار کے ذریعے سب دیکھتے پائلٹ کو ہدایات دیتے تھے انکی بھی ٹیم بن گئی تھی کوئی aggressors کے ساتھ تھا تو کوئی defenders کے ساتھ تھا۔

پاکستان ایئر فورس میں ایئر ڈیفنس کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے۔ فضائی نگرانی کے نظام میں مختلف نوعیت کے ریڈار ایئر ڈیفنس الرٹ پر موجود لڑاکا طیارے اور زمین سے فضا پر مار کرنے والے میزائل ملک کے طول و عرض پر پھیلے ہوئے ہیں ان سب کا اور پاکستان کے بری اور بحری افواج کا کنٹرول بھی ایئر ڈیفنس کے پاس ہے۔

خیبر پختونخوا کے برف پوش پہاڑ ہوں یا پنجاب کے زرخیز میدان سندھ کے تپتے صحرا

ہوں یا بلوچستان کے سنگلاخ پہاڑ مادرِ وطن کی ساحلی مٹی ہو یا بحر عرب کے پانیوں کو ڈھانپنے والی فضا۔

ایئر ڈیفینس اپنے نظام کو بروئے کار لاتے ہوئے چوبیس گھنٹے نگرانی کرتی ہے۔

پائلٹ اور ایئر ڈیفنس مل کر کمبیٹ ٹیم بنتے ہیں۔اور تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی دشمن نے پاک فضائیہ پر میلی نظر ڈالنے کی کوشش کی ہے تب تب اس کمبیٹ ٹیم نے وطن کی حرمت پر آنچ آنے بھی نہیں دی۔

یہ ٹیم کبھی

فلائٹ لیفٹیننٹ فاروق حیدر (کنٹرولر)

سکواڈرن لیڈر سرفراز رفیقی (پائلٹ)

معرکہ جنگ کی صورت یاد دلاتی ہے تو کبھی

پائلٹ آفیسر رب نواز (کنٹرولر)

فلائٹ لیفٹیننٹ ایم یونس (پائلٹ)

بروز عید دشمن کے ملوث ارادوں کو خاک میں ملاتی دکھائی دیتی ہے اور کبھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فلائٹ لیفٹیننٹ انوار احمد (کنٹرولر)

سکواڈرن لیڈر جمال احمد خان (پائلٹ)

کی صورت دشمنوں پر بجلی بن کر گرتی ہے تو کبھی۔

فلائٹ لیفٹیننٹ اجاز خان (کنٹرولر)

سکواڈرن لیڈر چنگیزی (پائلٹ)

کی صورت معرکہ لاہور میں فتح کی نوید دیتی ہے۔

وہ سب فلائٹ لائن کی طرف بڑھ رہے تھے آرزو آگے تھی وہ اپنے دماغ میں مشن کے حوالے سے کی فرجاد کی باتیں دوہرا رہی تھی۔ ثوبان اور وردہ اس سے پیچھے چل رہے تھے وہ دونوں بھی اپنے مشن کے حوالے سے کچھ ڈسکس کرتے جا رہے تھے آج آرزو کی ان دونوں سے مصروفیت کی وجہ کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

ثوبان چلتے چلتے کھنکھارا ایسے کہ آرزو بھی سننے پر مجبور ہو گئی۔ ''وردہ مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ کچھ لوگوں کو یہ گھمنڈ ہے کہ سر فرجاد ساتھ ہیں تو وہ اپنے target achieve (ہدف حاصل) کر لیں گے''

اسکی بات پر جہاں چلتے چلتے آرزو مسکرائی وہی وردہ نے ہاتھ میں لیے میپ سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا پھر آگے چلتی آرزو کو "سمجھنے دیں سر گھمنڈ کا کیا ہے ٹوٹ جائے گا۔"

اسنے کندے اچکائے

وہ اپنے اپنے جیٹ کا معینہ کر کے فلائٹ لائن پر آمنے سامنے کھڑے تھے۔ فرجاد اور آرزو ایک طرف تھے باقی سامنے سوہا وردہ ولی ثوبان اور ایک طرف جزیل

"سر آج بہت سے لوگوں کو ماننا یہ ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہوں تو میری وجہ سے آپ بھی ہار جائیں گے" آرزو نے شکایتی انداز میں کہا نظریں اسکی وردہ اور ثوبان پر تھیں۔

"اور آپ کو کیا لگتا ہے؟" فرجاد نے مسکراتے ہوئے الٹا اس سے پوچھا۔

"مجھے تو لگتا ہے آج ضرور ہم اپنے دشمنوں کو دھول چٹائیں گے" آرزو پر جوش ہو کر بولی اسے اچھا لگ رہا تھا کہ فرجاد کی وجہ سے وردہ اور ثوبان زیادہ کچھ بول نہیں پا رہے تھے۔

"صرف دھول؟ آج تو ہم نمک مرچ ہلدی وغیرہ سب چٹا دیں گے" انکی حالت دیکھتے

ہوئے فرجاد بھی شرارت سے بولا۔

آرزو ہنس دی ''ضرور سر۔''

''آپ دونوں اس بات کا فیصلہ بہت جلدی نہیں کر رہے؟'' ولی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ثوبان نے اپنے گلاسس اتار کر ہاتھ میں لیے ''خوش ہونے دیں انہیں بھی ولی۔۔

“well see you in the sky

اسنے آرزو کی طرف دیکھ کر ہاتھ سے جہاز بناتے ہوئے کہا۔

''آپ کچھ نہیں کہیں گے؟'' فرجاد جزیل سے مخاطب ہوا جو ایک کونے میں ہاتھ سینے پر باندھے کھڑا تھا۔

جزیل مسکرایا ''سر اچھا تو نہیں لگے گا آپ کو ہرانا لیکن مجبوری ہے'' اس کے اس طرح کہنے پر وہ سب ہی ہنس دیے ''دیکھتے ہیں'' فرجاد نے سر ہلایا اور وہ سب اپنے اپنے جیٹ کی طرف بڑھ گئے۔

*--** --** --** --** --** --**

فنکشن اپنی تمام تر درخشانی کے ساتھ اختتام کی طرف گام زن تھا۔اس وقت وہ لان ایسا لگ رہا تھا جیسے آرٹ کی ایک الگ ہی دنیا میں قدم رکھ دیا ہو ہر طرف خوبصورتی سے سجی دستکاری ایک الگ ہی خوش نمائی بخش رہی تھی۔ مہمانوں نے بھی جی بھر کر تعریفیں کی تھیں سب ہی وہاں موجود چیزوں پر ہوئی جان فشانی سے متاثر نظر آرہے تھے۔اور سر فصیح وہ تو تعریفیں سن سن کر پھولے نہیں سما رہے تھے۔

سر فصیح اسٹیج پر کھڑے اسپیشل ایوارڈز کا خود علان کرنے آئے تھے۔زمل جو کونے میں کھڑی تھی بلاارادہ اسکی نظریں اسٹیج پر ہی مرکوز ہو گئیں وہ کوئی امید لگانا نہیں چاہ رہی تھی لیکن پھر بھی ہو گئی تھی کہ شاید اسکی دن رات کی محنت کو سہرایا جائے گا۔

"اور یہ آخری ایوارڈ اس کے لیے جس کی وجہ سے یہ سب ممکن ہو سکا وہ جس نے دن رات کی کڑی محنت کر کے یہ بتادیا کہ کچھ بھی ناممکن نہیں ہیں" سر فصیح ہاتھ میں مائک لیے بول رہے تھے اور زمل کا دل تیز تیز دھڑک رہا تھا۔

"آپ سب کی بھرپور تالیوں میں میں بلانا چاہوں گا ہماری انچارج مس کو برا کو" ان کے بولتے ہی جہاں تالیوں کی آواز پورے لان میں گونجی وہیں وہ مسکراتی ادا کے ساتھ اسٹیج پر جاتی نظر آئی اور زمل کے پاؤں جیسے وہیں جامد ہو گئے اس نے نم ہوتی آنکھوں

سے تالیاں بجائیں۔

"ویسے اس پر کسی اور کا حق تھا" ارسل نے اسکے قریب آ کر کہا۔

اسکے ایک دم آجانے پر زمل چونک گئی تھی لیکن پھر سنبھل کر بولی "مجھے فرق نہیں پڑتا"

"اچھا! پھر آنکھوں میں اتنے موٹے موٹے آنسوں کیوں ہیں؟" وہ طنزیہ مسکرا کر بولا۔

زمل ہنوز سامنے دیکھتی رہی اسٹیج کی روشنیوں کی چمک سیدھی اسکی آنکھوں میں پڑ رہی تھی جس سے اسکے آنسوں بھی صاف واضع ہوئے۔ "اس سے آپ کو فرق نہیں پڑنا چاہے" اسنے گلوگیر لہجے میں کہا۔

"یہ ناانصافی ہے" ارسل نے سر جھکایا۔

زمل تلخی سے ہسنی "اس سے تو کسی کو بھی فرق نہیں پڑتا"

"مگر مجھے پڑتا ہے" وہ سپاٹ لہجے میں بولا "میں نے ایک لڑکی دیکھی تھی جو کسی کے ساتھ نا منصفی ہوتے دیکھ کر چپ نہیں بیٹھی تھی پھر میں نے ایسی لڑکی دیکھی جس نے

بغیر بتائے اپنی ویڈیو بنانے پر موبائل ہی توڑ ڈالا تھا لیکن آج میں ایک کمزور لڑکی دیکھ رہا ہوں جو اپنی دن رات کی محنت کا انعام کسی دوسرے کو لے جاتے دیکھ رہی ہے''

اسکی بات پر زمل نے زخمی نظروں سے اسے دیکھا''تو آپ کیا چاہتے ہیں کہ میں بولوں اور یہاں سے بھی نکالی جاؤں؟''

ارسل نے نفی میں سر ہلایا''لوگ کہتے ہیں نا کہ کچھ پانے کے لیے محنت کرنی پڑتی ہے میں کہتا ہوں محنت کے ساتھ ہمت کا ہونا لازم ہے نہیں تو محنت بھی لا حاصل ہو جاتی ہے''

جس جس نے فنکشن کی تیاریوں میں حصّہ لیا تھا۔اسٹیج پر ان سب کے سرٹیفکیٹ کے لیے نام پکارے جا رہے تھے۔''مس زمل نور خان''

اسکے نام پر ان دونوں نے اسٹیج کی طرف دیکھا وہ آگے بڑھتی کہ وہ پھر بولا۔

''یاد رکھنا منزل کی طرف بڑھو چاہے تمہارے قدم ہی کیوں نہ لڑکھڑا جائیں حق کے لیے بولو چاہے تمہاری آواز ہی تمہارا ساتھ کیوں نہ چھوڑ جائے''وہ سامنے دیکھتے دیکھتے ہی بول رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زمل نے ایک نظر اسے دیکھا اپنے آنسوں رگڑے اور آگے بڑھ گئی۔اب فیصلہ اسے کرنا تھا۔

*--** --** --** --** --** --** --**

جاری ہے

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین